ذی الحجہ | ۱۴۴۳ھ

جولائی | ۲۰۲۲ء

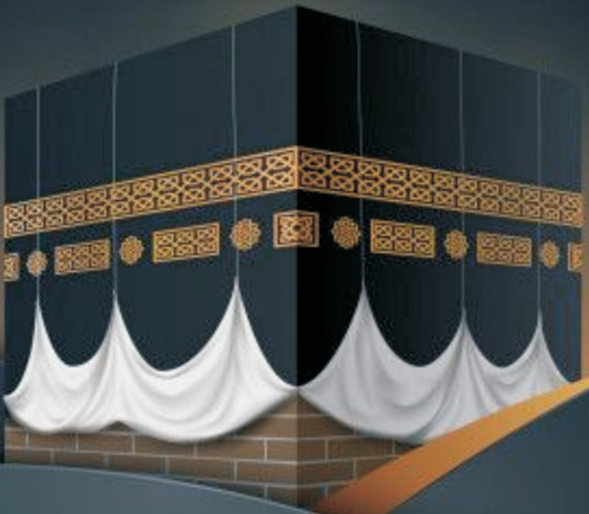

ماہنامہ اعلیٰ حضرت

بریلی شریف

Monthly : 35/-
Yearly : 350/-

مدیر اعلیٰ

(مولانا) محمد سبحان رضا خان "سبحانی میاں"

قوم کے نام ایک اہم پیغام

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اپنے دل میں دشمنی اور عداوت رکھنے والے افراد، جن سنگھی، آریائی اور زعفرانی ذہنیت رکھنے والی آر ایس ایس اور وشو ہندو پریشد جیسی بیشمار تنظیموں کی منصوبہ بند سازشوں کی وجہ سے اس وقت مسلمانان ہند کی مذہبی اور ثقافتی عمارتوں پر زعفرانی یلغار کا دور چل رہا ہے۔ بابری مسجد حاصل کر لینے کے بعد ان کے حوصلہ بہت بلند ہو چکے ہیں۔ جب سے اتر پردیش میں دوبارہ بی جے پی کی حکومت آئی ہے تب سے قدیم تاریخی مسجدوں، عمارتوں اور مقامات مقدسہ پر ہندوؤں کی دعویداری کا ایک طوفان آ چکا ہے۔ ہر دن کورٹ کچہری میں کسی نہ کسی مسجد یا کسی نہ کسی عمارت کو لے کر مقدمات دائر کیے جا رہے ہیں۔ ہندوستان کے سارے بنیادی مسائل کو پس پشت ڈال کر اس وقت پورے ملک میں تاریخی مسجدوں اور مسلم بادشاہوں کے ذریعے بنائی گئی تاریخی عمارتوں کو مندر قرار دیئے جانے کی زوردار بحثیں چل رہی ہیں۔ الیکٹرانک میڈیا ہو کہ ملک کا پرنٹ میڈیا، سوشل میڈیا ہو یا عام دیگر پبلک پلیٹ فارم ہر جگہ صرف انہی مسائل پر گفتگو ہو رہی ہے۔ اب تو ''گیان واپی مسجد اور متھرا کی شاہی عیدگاہ'' پر مندر ہونے کا دعویٰ کرنے کے ساتھ پوری دنیا کے سیاحوں کا اپنی طرف رخ موڑ لینے والے ''تاج محل'' پر بھی مندر ہونے کا دعویٰ کر دیا گیا ہے۔ ''قطب مینار'' کے ساتھ دہلی کی ''جامع مسجد'' اور اجمیر مقدس کی ''درگاہ خواجہ غریب نواز'' پر بھی اس زعفرانی ٹولے نے مندر ہونے کا دعویٰ ٹھونک دیا ہے۔ ان کے علاوہ ملک کے بیشمار خطوں میں بنی ہوئی مسجدوں اور تاریخی مقامات پر بھی مندر یا سناتن دھرم کی یادگار ہونے کے دعوے ہر روز دائر کیے جا رہے ہیں۔

یہ سب کام اتنے تسلسل اور منصوبہ بندی کے ساتھ کیا جا رہا ہے کہ جس کی وجہ سے عام ہندوؤں کے ذہن میں یہ بات گھر کرتی جا رہی ہے کہ یہاں مسلمانوں نے اپنے دور حکومت میں ہمارے اوپر ظلم وستم کے پہاڑ توڑے ہیں، انہوں نے اپنی حکومت میں ہمارے مذہبی مقامات کو توڑ کر اپنی مسجدیں تعمیر کی ہیں۔ یہ سب کر کے وہ مسلمانوں کے خلاف ملک میں نفرت کا ماحول پیدا کر کے اپنا سیاسی مفاد اور اقتدار ہند حاصل کرنا چاہتے ہیں جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔

آج کوئی بھی سیاسی جماعت مسلم مسائل یا مسلمانوں کی حمایت میں بولنے کی اپنے اندر ہمت نہیں جٹا پا رہی ہے کہ کہیں عام ہندو اس سے ناراض نہ ہو جائے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آج ملک کے گوشے گوشے میں یہ زعفرانی ٹولہ بلا شرکت غیر قابض ہو چکا ہے، کورٹ کچہری سے لے کر ایوان حکومت تک، ملکی سسٹم سے لے کر چھوٹے چھوٹے گورنمنٹی دفتروں تک اس زعفرانی ٹولے کی بالادستی قائم ہو چکی ہے۔ ہندوستانی مسلمان اس وقت انتہائی زوال کے دور سے گزر رہا ہے۔ مسلمانوں کا سیاسی، سماجی، مذہبی، تعلیمی، معاشی اور ثقافتی تانا بانا بکھر کر رہ گیا ہے۔ ظاہری طاقت و قوت کے زوال کے ساتھ اب تو اپنے دین ومذہب سے بھی عام اور بے پڑھا لکھا مسلمان دور ہوتا جا رہا ہے۔ ارتداد کا طوفان بہت تیزی کے ساتھ مسلم سماج کی طرف بڑھتا دکھائی دے رہا ہے۔ ملک کے موجودہ حالات آج ہر کسی کے سامنے ہیں۔ اگر بروقت ہم نے اپنے اس سماجی تانے بانے کو محفوظ رکھنے کی تدبیریں نہیں کیں تو وہ دن دور نہیں جب یہاں کے مسلمانوں کا حال اسپین اور غرناطہ کے مسلمانوں کی طرح ہو جائے۔ اس لیے ہم سب سنیوں کو اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر ملک سے مسلم مخالف نفرت کے ماحول کو ختم کرنے کی کوششیں اور اپنی مذہبی اور ثقافتی عمارتوں کے تحفظ کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ ہماری جان ومال، دین وایمان اور عزت وآبرو کی حفاظت فرمائے۔

فقیر قادری محمد سبحان رضا خاں سبحانی غفرلہ

خادم مرکز اہل سنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS BAREILLY (M) 9319623803, 9548639384

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیادگار: امام اہلسنت، مجدد دین وملت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری قدس سرہٗ العزیز

ماہنامہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

بفیض روحانی
حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ
محمد حامد رضا قادری
علیہ الرحمہ

بانی رسالہ
مفسر اعظم حضرت علامہ
محمد ابراہیم رضا قادری

سرپرست روحانی
احسن العلماء حضرت علامہ
سید مصطفیٰ حیدر حسن میاں
علیہ الرحمہ
مارہرہ شریف

بفیض کرم
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ شاہ
محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری
علیہ الرحمہ

زیر سایہ کرم
ریحان ملت حضرت علامہ شاہ
محمد ریحان رضا نوری قادری
علیہ الرحمہ

جلد نمبر ۶۲ رشمارہ نمبر ۷

ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ
جولائی ۲۰۲۲ء
July 2022

مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، شہزادۂ ریحان ملت، حضرت مولانا الحاج الشاہ
محمد سبحان رضا قادری "سبحانی میاں" مدظلہ العالی
سربراہ اعلیٰ خانقاہ رضویہ بریلی شریف

نائب مدیر اعلیٰ
نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج
محمد احسن رضا قادری مدظلہ العالی
سجادہ نشین خانقاہ رضویہ بریلی شریف

مجلس سفارت

حضرت مولانا محمد مسعود خوشتر صاحب ماریشس
حضرت مولانا ازہر القادری صاحب لندن
حضرت مولانا صفی احمد صاحب رضوی انگلینڈ
حضرت مولانا محمد فروغ القادری صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا محمد محسن صاحب انگلینڈ
حضرت مولانا عبد الجبار صاحب رحمانی پاکستان
حضرت مولانا قاری غلام محی الدین صاحب انگلینڈ
عالی جناب محترم طارق بھٹی صاحب موریشس
عالی جناب الحاج نوشاد علی جوانا، ماریشس
عالی جناب الحاج فضل بھائی، جیولم موریشس

کلام الامام - امام الکلام

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

ان کو تملیک ملیک الملک سے
مالک عالم کہا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل، جان و مال
نجدیا سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

یا عبادی کہہ کے ہم کو شاہ نے
اپنا بندہ کر لیا پھر تجھ کو کیا

دیو کے بندوں سے کب ہے یہ خطاب
تو نہ ان کا ہے نہ تھا پھر تجھ کو کیا

تیری دوزخ سے تو کچھ چھینا نہیں
خُلد میں پہنچا رضؔا پھر تجھ کو کیا

نوٹ: تمام مشمولات کی صحت و درستگی پر مجلس ادارت کی گہری نظر رہتی ہے پھر بھی اگر کوئی شرعی غلطی راہ پا جائے تو آگاہ فرما کر اجر کے مستحق بنیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ کسی قریبی شمارے میں تصحیح کر دی جائیگی۔

ترسیل زر و مراسلت کا پتہ
ماہنامہ اعلیٰ حضرت
۸۴ سوداگران بریلی شریف

Monthly Alahazrat
84, Saudagran, Bareilly Sharif
Pin-243003
Contact No.
(+91)-0581- 2575683,
2555624 (Fax) 2574627
(Mob) (+91)-9359103539
E-mail:mahanamaalahazrat@gmail.com
E-mail:subhanimian@yahoo.co.in

ماہنامہ اعلیٰ حضرت انٹرنیٹ پر پڑھنے کے لئے
visit us: www.aalahazrat.in

چیک یا ڈرافٹ بنام
MAHNAMA ALA HAZRAT
A/c No.
0043002100043696
Punjab National Bank Civil Lines Bareilly

مجلس ادارت

مدیر	حضرت علامہ قاری عبد الرحمٰن خان قادری بریلوی
مدیر اعزازی	حضرت مفتی محمد سلیم بریلوی
مدیر معاون	حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اعجاز انجم لطیفی کٹیہاری
مرتب	حضرت مفتی محمد انور علی رضوی بہرائچی
تزئین کار	جناب ماسٹر محمد زبیر رضا خاں بریلوی
کمپوزنگ	جناب مرزا توحید بیگ رضوی

زر سالانہ ممبر شپ

فی شمارہ:	-/35
زر سالانہ:	-/350
بیرون ملک:	$35 / امریکی ڈالر

کسی بھی قسم کی قانونی چارہ جوئی بریلی کورٹ ہی میں قابل سماعت ہوگی (ادارہ)

پرنٹر، پبلیشر، پروپرائٹر اور ایڈیٹر "مولانا سبحان رضا خاں" نے رضا برقی پریس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ اعلیٰ حضرت سوداگران بریلی شریف سے شائع کیا۔

نوٹ: ادارہ کا مراسلہ نگار کی تحریر یا مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

گستاخانہ بیانات۔اتفاق یا منصوبہ بند سازش

اداریہ:-مفتی محمد سلیم بریلوی، مدیر اعزازی ماہنامہ اعلیٰ حضرت، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام، بریلی شریف

تحفظ ناموس رسالت اور بڑھتی گستاخیاں: اِدھر کئی دہائی سے ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک ہندوستان میں ہی رہنے والے اکثریتی طبقہ سے تعلق رکھنے والے کچھ بیمار ذہن اور شاطر دماغ افراد تسلسل کے ساتھ ہمارے نبی اور ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیوں کا سلسلہ دراز سے دراز تک کرتے چلے جا رہے ہیں۔ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جسے رات ورات شہرت حاصل کرنا ہوتی ہے، سیاسی اور مالی فائدہ حاصل کرنا ہوتا ہے یا ملک کے علاقوں کا ماحول خراب کرنا ہوتا ہے تو اسے سب سے آسان طریقہ آج شان رسالت میں گستاخی کرنا نظر آنے لگا ہے۔ایسے ایسے لوگ کہ جنہیں نہ تو ہندو سماج میں کوئی حیثیت حاصل ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی اپنے علاقے میں کوئی پہچان وشناخت ہوتی ہے مگر جب وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا مذہب اسلام کے تعلق سے کوئی گستاخی بھری بات کہہ دیتا ہے تو اسے ہر طرح کی مراعات بھی حاصل ہو جاتی ہیں اور حکومتی تحفظ بھی اسے فراہم کر دیا جاتا ہے۔مال ودولت بھی اسے مل جاتا ہے اور طاقت وشہرت بھی وہ حاصل کر لیتا ہے۔ایک مخصوص سیاسی جماعت میں اسے عہدہ بھی حاصل ہو جاتا ہے اور بہت آسانی کے ساتھ الیکشن میں جیت کر وہ ودھان سبھا یا پارلیمنٹ میں بھی چلا جاتا ہے۔بنا کسی محنت کے سوشل میڈیا پر صرف ایک گستاخی بھری پوسٹ کرنے، میڈیا چینل کی ڈبیٹ میں ایک جملہ بول دینے یا کسی اخبار کے کالم میں ایک جملہ لکھ دینے بھر ہی سے اسے وہ تمام چیزیں حاصل ہو جاتی ہیں جس کے لیے ایک نیتا اور ایک سیاسی شخص کروڑوں روپیہ خرچ کرتا ہے، سالہا سال محنت کرتا ہے تب بھی اسے یہ تمام چیزیں حاصل نہیں ہو پاتیں۔یہی وجہ ہے کہ آج ملک کے اکثریتی طبقہ کے متعصب، بیمار ذہن اور فرقہ پرست افراد کے درمیان مذہب اسلام اور پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیاں کرنے کا رجحان بہت تیزی کے ساتھ پروان چڑھ رہا ہے اور اِدھر تقریباً ایک دہائی سے اس میں حیرت انگیز اور افسوس ناک حد تک تیزی کے ساتھ اضافہ بھی ہوا ہے۔

متعصب اور فرقہ پرست طاقتیں یہ اچھی طریقہ سے جانتی ہیں کہ ایک سچا مسلمان بھوکا رہنا گوارا کر سکتا ہے، اسے بے روزگار رہنا گوارا ہو سکتا ہے، اسے ایک شہری کی حیثیت سے ملنے والی ہر سہولت سے محروم رہنا قبول ہو سکتا ہے۔مگر وہ اپنے نبی کی شان میں گستاخی ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔وہ پولیس کے مظالم بھی سہنے کی طاقت رکھتا ہے اور ہر طرح کے ظلم وستم برداشت کرنے کا بھی حوصلہ رکھتا ہے البتہ اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی ہوتے دیکھنا وہ ہرگز ہرگز برداشت نہیں کر سکتا۔ہر ظلم وستم پر وہ خاموش رہ سکتا ہے مگر ناموس رسالت پر حملہ ہونے پر اس کی زبان خاموش نہیں ہو سکتی۔بنا چیخ و پکار اور بغیر آہ وبکا کے وہ ہر زیادتی خاموشی کے ساتھ سہہ سکتا ہے مگر اپنے پیغمبر کی شان اقدس میں

گستاخانہ بولی پر وہ ہرگز اپنی زبان پر سکوت کا تالا نہیں لگا سکتا۔

اعدائے اسلام اور فرقہ پرست زعفرانی ذہنیت رکھنے والے یہ بھی جانتے ہیں کہ اگر مسلمانوں کو مشتعل کرنا ہے، انہیں اکسانا ہے، انہیں پولیس سے بھڑوانا ہے، انہیں بے خوف و خطر پروانوں کی طرح فساد کے شعلوں کی زد پر لانا ہے، انہیں روڈوں پر نکالنا ہے، اپنی جان و مال اور عزت و آبرو کی پرواہ کیئے بنا اگر انہیں مظاہروں اور احتجاجات پر مجبور کرنا ہے تو ان کے مذہب، ان کی شریعت اور ان کے پیغمبر کی شان میں گستاخیاں کر دو یہ اپنی جان و مال اور عزت و آبرو بلکہ اپنے ہر نقصان کی فکر سے بالاتر ہو کر احتجاج بھی کرنے لگیں گے اور مشتعل بھی ہو جائیں گے، یہ روڈوں پر بھی نکل آئیں گے اور روکے جانے پر پولیس سے بھی بھڑ جائیں گے۔

مسلمانوں کی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تعلق سے اسی محبت و وارفتگی کا فائدہ اٹھا کر آج ان شاطر و فرقہ پرست طاقتوں نے نہایت ہی گھٹیا اور نہایت ہی شاطرانہ منصوبہ بنایا ہے۔ اتنے تسلسل کے ساتھ آج پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخیوں کا جو سلسلہ دراز سے دراز تر ہوتا جا رہا ہے یہ کوئی اتفاق نہیں کہ اتفاقاً کسی کے منھ سے یہ گستاخی بھرے جملے نکل جائیں بلکہ یہ ایک نہایت خطرناک اور مسلم سماج کو تباہ و برباد کرنے والا ایک گھٹیا منصوبہ ہے جس کے ذریعہ وہ مسلم سماج خاص کر مسلم نوجوانوں کے مستقبل کو تباہ و برباد کر کے ان کی جان و مال اور عزت و آبرو سے کھلواڑ کر رہے ہیں۔ ملک کے کسی گوشے میں ایک شخص کے ذریعہ وہ یہ گستاخی کراتے ہیں اور خود ہی اسے سوشل میڈیا کے ذریعہ پھیلاتے ہیں۔ مسلمان جو اپنے نبی کی عزت و آبرو پر اپنا سب کچھ قربان کرنے کا بے مثال جذبہ رکھتا ہے وہ ان کے منصوبوں کے عین مطابق ان گستاخیوں پر مشتعل ہو جاتا ہے اور پھر ہر نقصان کی فکر سے بالاتر ہو کر وہ اس کے خلاف سڑکوں پر نکل آتا ہے۔ یہیں سے اب ان شاطر، اسلام دشمن اور زعفرانی ذہنیت رکھنے والے افراد کا گھناؤنا کھیل شروع ہوتا ہے۔ مسلمانوں کے پُر امن مظاہروں میں یہ اپنے افراد گھسا دیتے ہیں، یا پھر نہایت شاطرانہ انداز میں ان مظاہروں میں پتھر پھکوا دیتے ہیں یا پولیس فورس میں بھرتی مسلمانوں کے تعلق سے اپنے دلوں میں سخت ترین بغض و عناد اور نفرت رکھنے والے پولیس والے ہی خود بلا وجہ لاٹھی چارج کر کے ان پُر امن مظاہروں کو آناً فاناً میں پُر تشدد مظاہروں اور فسادات میں تبدیل کرا دیتے ہیں۔ پھر شروع ہوتا ہے پولیس اور قانون کا یک طرفہ ظالمانہ کھیل۔ چن چن کر مسلم نوجوانوں کو گرفتار کیا جاتا ہے، انہیں پولیس تھانوں میں لا کر بے رحمی اور حیوانیت کے ساتھ زد و کوب کیا جاتا ہے، ان کی پٹائی والی ویڈیو کو پورے ملک میں وائرل کر کے مسلم سماج میں دہشت اور مسلم مخالف سماج میں ان کی مسلم دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کا کام کیا جاتا ہے۔ ان پر بھاری بھرکم دفعات میں مقدمات قائم کر کے ان کے مستقبل کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تاریک کر دیا جاتا ہے۔ مسلم سماج کے سرمایہ دار اور معزز افراد کو ان مظاہروں کا اور ان فسادات کا ''ماسٹر مائنڈ'' بنا کر ان کے مہنگے آشیانوں کو بلڈوزر سے زمیں دوز کر دیا جاتا ہے اور ان کو رات و رات پورے ملک میں بدنام کر کے ان کی حیثیت عرفی کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جاتا ہے۔

اس طرح نہایت آسانی کے ساتھ یہ شاطر اور متعصب افراد راتوں رات مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دینے کا پورا سامان کر لیتے ہیں اور اپنے منصوبوں میں سو فیصد کامیاب بھی ہو جاتے ہیں۔ اِدھر مسلمان ہیں کہ ہر طرح اور ہر طرف سے ناکامی، نقصان اور ذلت و

رسوائی ان کے حصہ میں آتی ہے۔اپنے نبی کی شان میں گستاخی کا ذہنی وقلبی صدمہ بھی وہ سہتے ہیں اور اپنا جانی و مالی نقصان بھی برداشت کرتے ہیں، پورے ملک میں پتھر باز، دنگائی اور فسادی کی حیثیت سے بدنام بھی ہو جاتے ہیں اور سالہا سال قید و بند کی صعوبتیں اور مقدمات کی رسوائیاں بھی جھیلتے ہیں۔دوسری طرف ان کے نبی کی شان میں گستاخی کرنے والا کہ جس کو سزا دلانے کے لیے ان مسلمانوں نے یہ سب کچھ برداشت کیا تھا وہ آزاد کا آزاد گھومتا نظر آتا ہے بلکہ اسے حکومت کی طرف سے حفاظتی دستہ بھی مل جاتا ہے اور سیاسی پارٹی کی طرف سے بھاری بھرکم عہدہ بھی۔مسلم مخالف ہندو سرمایہ داروں کی طرف سے اسے مال ودولت سے لاد بھی دیا جاتا ہے اور اپنے ووٹ دیکر بھاری اکثریت کے ساتھ اسے الیکشن میں جتا بھی دیا جاتا ہے۔دوسری طرف یہ بیچارے اور بے دست و پا مسلمان ہیں کہ جو ہر طرف سے ٹھگے سے دکھائی دیتے ہیں۔لٹے پٹے نظر آتے ہیں اور تھانوں، کچہریوں اور ٹی وی چینلوں پر ذلیل وخوار بھی ہوتے ہیں۔

موجودہ احتجاجات۔کتنے مفید اور کتنے مضر: آج جس طرح ملک کے حالات بن رہے ہیں اور برسر اقتدار سیاسی جماعت جس انداز میں مسلم دشمنی پر اتری ہوئی ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں بھی اپنے طریقۂ کار پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ان مکاروں اور شاطروں کی شطرنجی چالوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ملک میں ہمارے خلاف جس طرح نفرت کا زہر گھول دیا گیا ہے اس کا اثر عام آدمی سے لے کر سسٹم میں موجود پولیس فورس، آفیسر اور دیگر ذمہ دار عہدوں پر بیٹھے آئی اے ایس اور حکومتی سکریٹریوں تک میں سرایت کر چکا ہے۔ایسے میں وہی منصف ہیں اور وہی قاتل بھی۔

اب ان حالات میں آپ کن افراد سے انصاف کی امید کر سکتے ہیں۔ اپنے مظاہروں اور احتجاجات کے ذریعہ کن تک اپنی آواز پہنچانا چاہتے ہیں۔اب اگر آپ کا کوئی معاملہ ایسے آفیسران اور ذمہ داران تک پہنچتا ہے تو وہ آپ کی رعایت کیوں کریں گے؟ آپ کے ساتھ منصفانہ سلوک کس طرح کریں گے؟ بلکہ موقع ہاتھ آتے ہی وہ تو آپ کے خلاف اپنے دل میں پروان چڑھنے والی دشمنی کی آگ کو سرد کرنے کے لیے آپ پر ہر طرح کا ظلم وستم بھی کریں گے اور آپ کے ساتھ وحشیانہ سلوک بھی۔جس کی تازہ ترین نظیر مؤرخہ ۱۰/جون ۲۰۲۲ء بروز جمعہ کو ہونے والے سہارنپور، رانچی اور الہ آباد وغیرہ میں ہونے والے مظاہروں میں دیکھ چکے ہیں۔رانچی میں ایک نوجوان کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور مظاہرین پر سیدھی گولیاں چلا کر اپنے وحشیانہ پن کا ثبوت دیا گیا۔سہارنپور سے کچھ نوجوانوں کو پکڑ کر پولیس تھانے میں حیوانیت کا ننگا ناچ کرتے ہوئے وحشی پن کے ساتھ ان پر ڈنڈے برسائے گیے اور اس کا ویڈیو بنا کر سوشل میڈیا پر وائرل کیا گیا۔

ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ آج خود مسلم سماج ہی میں مخالفین اسلام اور دشمنان اسلام نے کچھ ایسے مسلمانوں کو مال و زر اور جاہ ومنصب کا لالچ دے کر خرید لیا ہے کہ جن کے ذریعہ وہ مسلم قوم کو اکسا کر احتجاجات ومظاہرے کراتے ہیں اور ایسے دلال لوگ پھر ان مظاہروں میں وبال بھی کراتے ہیں۔ایسے لوگوں کی تعداد اب روز بروز بڑھتی جا رہی ہے کہ جو آر ایس ایس اور زعفرانی تنظیموں کے ہاتھوں کا کھلونہ بن کر مذہب اسلام کو بھی نقصان پہنچا رہے ہیں اور قوم مسلم کو بھی تباہ و برباد کرنے کے ساتھ انہیں بدنام کروا رہے ہیں۔ آج یہ پتہ لگانا نہایت مشکل کام ہے کہ جو مسلم مسائل اور مسلمانوں

کی حمایت میں بول رہے ہیں، جدو جہد کر رہے ہیں اور لڑائی لڑ رہے ہیں وہ واقعی مسلمانوں کی خیر خواہی میں ایسا کر رہے ہیں یا آر ایس ایس اور سخت گیر ہندو تنظیموں کے اشارے پر یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس لیے موجودہ حالات کو دیکھتے ہوئے اس بات کا تجزیہ کرنا بہت ضروری ہو چکا ہے کہ آج ہمارے دھرنے، مظاہرے اور احتجاجات واقعی ہمارے حق میں مفید ہیں یا مضر؟ شرعاً اس کا ہمیں مکلّف بنایا گیا ہے یا نہیں؟ آج بلا شبہ ہمیں اپنے ان مظاہروں پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہمارے لیے ہمارے آقا کی عزت وناموس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں جس پر ہمارا سب کچھ قربان ہے مگر جو حالات اب بن چکے ہیں اور جس طرح مظاہروں میں شرکت کرنے والوں پر کسی کا کوئی کنٹرول نہیں رہتا نیز ہمارے پاس کوئی ایسا انتظام بھی نہیں ہوتا کہ ہم مظاہرین کو کنٹرول کر سکیں تو ان حالات میں ہمارا آئے دن مظاہرے کرنا یا بڑے پیمانے پر احتجاجات کا انعقاد کرنا کس طرح مفید ہو سکتا ہے؟ پھر یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ یہ حدیث پاک کہ جس میں فرمایا گیا ''من سب نبیا فاقتلوہ ''یعنی جس نے کسی نبی خاص کر ہمارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کی اس کی سزا قتل اور موت ہے مگر اس گستاخ نبی کو قتل کی سزا دینا کس کی ذمہ داری ہے؟ کسی عام آدمی کی یا پھر اسلامی حکومت کی؟ ظاہر سی بات ہے کہ مجرم کو سزا دینا یہ حکومت اور قانون کی ذمہ داری ہوتی ہے نہ کہ کسی عام آدمی کی۔ یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ گستاخ نبی کی جو سزا قتل اور موت متعین کی گئی ہے وہ اسلامی حکومتوں اور مسلم ملکوں کے لیے ہے۔ یہ ذمہ داری سلاطین اسلام کی ہے اور اسلامی حکومتوں کی کہ اگر ان کے حدود سلطنت میں کوئی پیغمبر اسلام کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو اسے وہ موت کی سزا دیں۔ جس طرح اور بہت سے جرائم میں ہر ملک کے اندر موت کی سزا کا التزام ہے اسی طرح مذہب اسلام نے اسلامی ملکوں میں گستاخ نبی کی سزا موت متعین کی ہے۔ لیکن جہاں جمہوری حکومتیں ہیں اور جو جمہوری ملک ہیں وہاں مجرمین کو سزا دینا وہاں کے قوانین کے مطابق ہوگا اور وہ بھی حکومت کے بنائے ہوئے شعبوں مثلاً کورٹ کچہریوں کے ذریعہ یہ سزائیں دی جائیں گی۔ کوئی عام آدمی وہاں بھی اپنے سے کسی مجرم کو کوئی سزا نہیں دے سکتا۔ مثال کے طور پر ہمارے ملک میں اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر دیتا ہے تو ملکی قانون کے مطابق دفعہ ۳۰۲ر کے تحت قاتل کو موت کی سزا دینے تک کا التزام ہے۔ لیکن اس قاتل کو سزا تو یہاں کی کورٹ کچہری متعلقہ دفعات، ثبوتوں، گواہیوں اور شواہد کے تحت ہی دیں گی۔ اگر قاتل کے ورثہ یا دیگر عام لوگ کسی قاتل کو یا کسی مجرم کو قانون ہاتھ میں لے کر خود ہی سزا سنا دیتے ہیں یا قاتل وزانی کو موت کے گھاٹ اتار دیتے ہیں تو قانون کی نظر میں ایسے لوگ بھی قاتل ہی مانیں جائیں گے اور ان کو بھی وہی سزا ملے گی جو قاتل کو ملتی ہے۔

اس مثال سے آپ یہ سمجھ گئے ہوں گے کہ بلا شبہ گستاخ رسول کی سزا موت ہے مگر یہ سزا سنانا اسلامی حکومتوں کی ذمہ داری ہے یا ان ملکوں کی ذمہ داری ہے کہ جن ملکوں میں اس طرح کے جرم پر موت کی سزا کا التزام ہو۔ یہ سزا بھی وہاں کی کورٹ کچہریاں ہی سنا سکتی ہیں دوسرے عام لوگ نہیں۔ اگر کسی ملک میں گستاخی رسول کی سزا موت نہیں بلکہ کچھ اور ہے تو وہاں کے رہنے والوں مسلمانوں کی شرعی ذمہ داری حسب استطاعت زیادہ سے زیادہ صرف اتنی ہے کہ وہ ایسے شخص کو قانون کے کٹگھرے تک لے جانے کی جدو جہد کریں، اس کو سزا دلوانے کی حسب استطاعت قانونی چارہ جوئی کریں،

مقدمہ لکھوانے کے لیے اوراس کی کاروائی میں تیزی لانے کے لیے حکومت اور ذمہ داران پر حسب استطاعت دباؤ ڈالیں خواہ یہ دباؤ وفد کی صورت میں ذمہ داران سے گفت وشنید کے طور پر ہو یا تحریری جدو جہد کے ذریعہ۔ یا پھر لسانی جد و جہد کی طرز پر ہو یا پُرامن مظاہروں کے ذریعہ۔ سیاسی اثر و رسوخ کے ذریعہ ہو یا پھر کورٹ کچہریوں میں قانونی لڑائی لڑنے کے ذریعہ۔ یہ بھی خیال رہے کہ ہماری یہ ساری جد و جہد ملکی قانون کی روشنی میں ہی ہوگی اور اس حکمت کے ساتھ ہوگی کہ مجرم کو قانون کے ذریعہ سزا بھی مل جائے اور مسلمانوں کی جان ومال اور عزت وآبرو بھی محفوظ رہیں۔ گستاخ نبی کو سزا دلوانے کا ایسا طریقۂ کار اختیار کرنا کہ جو غیر شرعی بھی ہو اور غیر مفید بھی بلکہ مجرم کو سزا تو دور کی بات اس طریقہ کار سے خود مسلمانوں ہی کی جان ومال اور عزت وآبرو خطرے میں پڑ جائے تو ایسے طریقۂ کار کو نہ شرعاً روا رکھا جا سکتا ہے اور نہ ہی عقلاً۔ ہم مجرم کو سزا دلانے کے لیے جو نعرے لگاتے ہیں اور جو نعرے فلیکسیوں اور تختیوں پر لکھ کر مظاہروں میں استعمال کرتے ہیں خاص طور پر ان نعروں کا تجزیہ کرنے کی آج سخت ضرورت ہے۔ کہیں یہ نعرے اس طرح کے تو نہیں کہ جس سے ہمارا مطالبہ پورا ہونا تو دور کی بات خود ان نعروں کی وجہ سے الٹا ہم ہی پر مقدمات قائم کر دیئے جائیں۔ مثال کے طور پر پڑوسی ملک پاکستان سے ایک نعرہ آیا جو سوشل میڈیا کے ذریعہ ہمارے ہندوستانی مسلم نوجوانوں تک پہنچا اور ہم آج اپنے مظاہروں میں دھڑلّے سے اس کا استعمال کرنے لگے جس کی وجہ سے مخالفین اسلام خاص طور پر متعصب اورزعفرانی میڈیا کو مسلمانوں کی کردار کشی کرنے اور اسلام کی صحیح ترین صورت کو مسخ کرنے کا سنہرا موقع ہاتھ آ گیا اور انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنا بھی شروع کر دیا اور اس نعرے کو آڑ بنا کر نہ جانے کتنے مسلم نوجوانوں کو جیل کی سلاکھوں کے پیچھے تک پہنچا ڈالا۔ یہ نعرہ ہے:

''گستاخ نبی کی ایک ہی سزا۔ سر تن سے جدا سر تن سے جدا''

بلاشبہ اسلام نے گستاخ نبی کی یہی سزا رکھی ہے۔ اس سے کسی کو نہ کوئی انکار ہے اور نہ ہی کوئی اختلاف۔ مگر سر تن سے جدا یا موت کی سزا دینا نہ تو کسی عام انسان کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی یہ ہمارے ملک کا قانون ہے۔ یہ قانون اسلامی ملکوں کا ہے اور یہ سزا دینا وہاں کی حکومت کے ذریعہ بنائے گئے متعلقہ شعبوں یعنی وہاں کی کورٹ کچہریوں کا ہے۔ پھر یہاں اس ملک میں اس نعرے کا کیا فائدہ؟ اور اس نعرے سے کیا مطلب؟ اس لیے اس طرح کے نعروں سے گریز کرنا بلکہ ایسے نعروں پر اس ملک میں پابندی لگانا ہم سب لوگوں کے لیے آج کی ضرورت نہیں؟ ایسے نعرے لگانے سے نوجوانوں کو روکنا بلاشبہ آج ہم سب کی ذمہ داری ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتویٰ سے اس کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے جس میں آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ مظاہرے اس طرح کے ہونے چاہیے کہ جس سے آپ کا مقصود حاصل ہو جائے۔ ایسے مظاہرے کہ جن میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہو اور ایسی غیر مفید باتیں ہوں کہ جن سے آپ کا مقصود حل ہونا تو دور کی بات خود آپ کو ہی نقصان پہنچے تو یہ شرعاً اور عقلاً جائز نہیں۔ یہ سوال و جواب ہم بعینہ ''فتاویٰ رضویہ'' کے حوالے سے نقل کر رہے ہیں غور سے پڑھیں اور آج کے ہونے والے ان مظاہروں کا تجزیہ کریں۔

''مسئلہ: از چکل ضلع بلڈانہ برار، مسؤلہ: محمد شیر نوار خاں صاحب ۲۰ر رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیان مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ ان دنوں جب کہ دول یورپ نصاریٰ نے سلطنت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ کے بیش تر حصہ مملکت ودارالخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب واماکن مقدسہ پر بھی براہِ راست وبالواسطہ تسلط واقتدار جمالیا ہے، کیا ان حالات میں مسلمانانِ ہند کے لیے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرزِ عمل متفق طور پر اختیار کریں جو غاصبان سلطنت اسلام واماکن مقدسہ کو عاجز کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا اور جس کا اثر سلطنت اسلام واماکنِ مقدسہ کی حفاظت کے لیے مدافعانہ پہلو لئے ہوئے ہو: بینوا توجروا۔

الجواب: اس سوال کا جواب بھی بارہا چھپ چکا۔ بلاشبہہ سلطنت اسلام کی حمایت اور اماکن مقدسہ کا تحفظ مسلمانوں پر فرض ہے، مگر ہر فرض بقدرِ قدرت ہے اور ہر حکم حسبِ استطاعت۔ ہندوؤں کی غلامی حرام ہے اور ان سے اتحادو وداد مخالفتِ قرآن ہے۔ جو شخص جو طریقہ برتنا چاہے، اسے تین باتیں سوچ لینا ضرور ہے:

اول: وہ طریقہ شرعاً جائز ہو۔ نہ محرمات وکفریات جیسے آجکل لوگوں نے اختیار کیے ہیں۔

دوم: وہ طریقہ ممکن بھی ہو۔ اپنے آپ کو اس کے کرنے پر قدرت ہو کہ غیر مقدوریات کا اٹھانا شرعاً بھی ممانعت ہے، عقلاً بھی حماقت۔

سوم: وہ طریقہ مفید بھی ہو۔ دقت اٹھائے، پریشانی اٹھائے، بلا کے لیے سینہ سپر ہو اور کرے وہ بات جو محض غیر مفید وبے اثر ہو۔ یہ بھی شرعاً عقلاً کسی طرح مقبول نہیں: واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ: جلد 14: ص 139-138- جامعہ نظامیہ لاہور)''

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فتوے کو غور سے پڑھیں اور پھر موجودہ زمانہ میں ہمارے ذریعہ گستاخان نبی کو سزا دلانے کے لیے جو کچھ اقدامات کیئے جارہے ہیں ان کا تجزیہ کریں تو یہ باتیں آپ کے ذہن وفکر میں روشن ہو جائیں گی کہ اس سلسلہ میں آج ہم اور ہمارے نوجوان جو بھی اقدامات کر رہے ہیں ان میں سے زیادہ تر باتیں اور اقدامات وہ ہیں جو غیر شرعی بھی ہیں اور ہم سب کے لیے غیر مفید بھی بلکہ غیر مفید ہونے کے ساتھ ساتھ مضر اور ہلاکت خیز بھی ہیں۔ کیا شریعت ہمیں اپنی عزت وآبرو اور جان و مال کو خطرے میں ڈالنے کی اجازت دیتی ہے؟ کیا اس طرح کے نعرے کہ جو مطلوب ومقصود کے حصول میں نہ معاون ہوں اور نہ ہی مفید بلکہ غیر مفید ہونے کے ساتھ ساتھ ضرر رساں بھی ہوں تو کیا ایسے نعروں سے بچنے اور اپنے نوجوانوں کو بچانے کی ضرورت نہیں؟ ہمارے معزز علمائے کرام اور مفتیان دین کو اس جانب توجہ کرنے کی ضرورت ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اور ہماری قوم کے نوجوان جو کام دین وشرع کا حصہ سمجھ کر کر رہے ہوں خود شریعت ہی ان کو ناروا سمجھتی ہو؟ ظاہری بات ہے کہ ہم اور ہمارا ہر اقدام جذباتیت سے اوپر اٹھ کر شرعی دائرے میں رہ کر ہی ہونا چاہیے۔ شریعت سے ہٹ کر جو کام بھی ہوتا ہے وہ بلاشبہ نقصان دہ ہی ہوتا ہے۔ اس لیے ہمارے مذہبی قائدین اور علمائے ربانین کی ذمہ داری ہے کہ سر جوڑ کر آج کے احتجاجات و مظاہروں کا تجزیہ کریں اور از خود ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے بنا استفتاء کا انتظار کیے قوم کی صحیح رہنمائی فرمانے کے لیے آگے آئیں۔ قوم اور مسلم معاشرے کا بہت نقصان ہو چکا اور اگر ہم نے توجہ نہ دی تو مزید نقصان جھیلنے کے لیے ہم اور آپ تیار رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری دستگیری فرمائے۔ آمین

ترجمہ: مجدد اعظم اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ

باب التفسیر

تفسیر: صدر الافاضل حضرت علامہ محمد نعیم الدین صاحب مرادآبادی علیہ الرحمہ

پیش کش: مولانا ابرارالحق رحمانی مدھوبنی

ترجمہ:-اور اللہ ورسول کے فرمانبردار رہو۲۳۶ اس امید پر کہ تم رحم کیے جاؤ اور دوڑو۲۳۷ اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان و زمین آجائیں ۲۳۸ پرہیز گاروں کے لیے تیار رکھی ہے ۲۳۹ وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں ۲۴۰ اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔

(سورۂ آل عمران رکوع ۵، آیت ۱۳۲ تا ۱۳۴)

تفسیر:-۲۳۵ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس میں ایمانداروں کو تہدید ہے کہ سود وغیرہ جو چیزیں اللہ نے حرام فرمائیں ان کو حلال نہ جانیں کیونکہ حرام قطعی کو حلال جاننا کفر ہے ۲۳۶ کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، اطاعت الٰہی ہے اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اللہ کا فرمانبردار نہیں ہوسکتا ۲۳۷ توبہ و ادائے فرائض و طاعت و اخلاص عمل اختیار کرکے ۲۳۸ یہ جنت کی وسعت کا بیان ہے۔اس طرح کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ انہوں نے سب سے وسیع چیز جو دیکھی ہے وہ آسمان و زمین ہی ہے اس سے وہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین کے طبقے طبقے اور پرت پرت بنا کر جوڑ دیے جائیں اور سب کو ایک پرت کر دیا جائے۔اس سے جنت کے عرض کا اندازہ ہوتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔ہرقل بادشاہ نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں لکھا کہ جب جنت کی یہ وسعت ہے کہ آسمان و زمین اس میں آجائیں تو دوزخ کہاں ہے؟ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ سبحان اللہ! جب دن آتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے۔اس کلام بلاغت نظام کے معنیٰ نہایت دقیق ہیں۔ظاہری پہلو یہ ہے کہ دورۂ فلکی سے ایک جانب میں دن حاصل ہوتا ہے تو اس کے جانب مقابل میں شب ہوتی ہے۔اسی طرح جنت جانب بالا میں ہے اور دوزخ جہت پستی میں۔یہود نے یہی سوال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تھا تو آپ نے بھی یہی جواب دیا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ توریت میں بھی اسی طرح سمجھایا گیا ہے۔معنی یہ ہیں کہ اللہ کی قدرت و اختیار سے کچھ بعید نہیں جس شی کو جہاں چاہے رکھے۔یہ انسان کی تنگی نظر ہے کہ کسی چیز کی وسعت سے حیران ہوتا ہے تو پوچھنے لگتا ہے کہ ایسی بڑی چیز کہاں سمائے گی۔حضرت انس بن مالک سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں؟ فرمایا کون سی زمین اور کون سا آسمان ہے جس میں جنت سما سکے؟ عرض کیا گیا کہ پھر کہاں ہے؟ فرمایا آسمانوں کے اوپر زیر عرش ۲۳۹ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت سے ثابت ہوا کہ جنت و دوزخ پیدا ہو چکیں موجود ہیں۔۲۴۰ یعنی ہر حال میں خرچ کرتے ہیں۔بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا خرچ کرو۔تم پر خرچ کیا جائے گا یعنی خدا کی راہ میں دو تمہیں اللہ کی رحمت سے ملے گا۔

گلدستۂ احادیث

ترتیب وانتخاب: نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا الحاج الشاہ **محمد سبحان رضا سبحانی میاں** مدظلہ العالی
سربراہ اعلیٰ خانقاہ عالیہ قادریہ رضویہ رضا نگر ،سوداگران بریلی شریف

قربانی کا بیان

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ آئے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۵۲۱)

مسائل فقہیہ: قربانی ہر مالک نصاب، مسلمان مقیم آزاد مرد وعورت پر واجب ہے۔ مالک نصاب کا مطلب یہ ہے کہ وہ نصاب جس سے صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے وہ مراد نہیں جس سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ یعنی اس نصاب کے لیے حولان حول شرط نہیں۔ قربانی کا حکم یہ ہے کہ جس کے ذمہ قربانی واجب ہے قربانی کے وقت میں اس کے لیے قربانی کرنا ہی لازم ہے کوئی دوسری چیز اس کے قائم مقام نہیں ہو سکتی۔ مثلاً قربانی کی جگہ جانور یا اس کی قیمت صدقہ نہیں کی جا سکتی۔

قربانی کا وقت: قربانی کا وقت ۱۰؍ویں ذی الحجہ کے طلوع صبح صادق سے ۱۲؍ویں کے غروب آفتاب تک ہے یعنی تین دن اور دو راتیں ان دنوں کو ایام نحر کہتے ہیں۔ مگر پہلے دن قربانی کرنا افضل ہے پھر دوسرے دن اور پھر تیسرے دن۔ اس کا درجہ سب سے کم ہے۔

مسئلہ: شہر میں اگر قربانی کی جائے تو شرط یہ ہے کہ نماز عید ہو چکی ہو لہٰذا نماز عید سے پہلے شہر میں قربانی نہیں ہو سکتی البتہ دیہات میں طلوع فجر کے بعد سے ہی قربانی ہو سکتی ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دیہات میں بھی طلوع آفتاب کے بعد میں ہی قربانی کی جائے۔

قربانی کے جانور: قربانی کے جانور اونٹ، بھینس، بکری، بکرہ وغیرہ ہیں ان میں سے اونٹ کی عمر ۵؍سال، بھینس، گائے کی ۲؍سال اور بکری و بکرہ کی ۱؍سال۔ یہ جانور مذکورہ عمر سے کم ہوں تو قربانی جائز نہیں مگر زیادہ ہوں تو جائز بلکہ افضل ہے البتہ دنبہ یا بھیڑ کا وہ چھ ماہ کا بچہ کہ اتنا فربہ ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ قربانی کے جانور کو عیب سے خالی ہونا چاہیئے اور تھوڑا سا عیب ہو تو قربانی ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اور زیادہ عیب ہو تو ہوگی ہی نہیں۔ جس کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر سینگ تھے مگر ٹوٹ گئے تو اگر مینگ تک ٹوٹا ہے تو ناجائز ہے اس سے کم ٹوٹا ہے تو جائز ہے۔ خصی کی قربانی جائز ہے۔ بھینگے جانور کی قربانی جائز ہے۔ مگر اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اور وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ اور وہ لنگڑا جانور جو قربان گاہ تک اپنے پاؤں سے نہ جا سکے اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ جس کے کان یا دم کٹی ہو یعنی یہ تہائی سے زیادہ کٹے ہوں تو ان کی قربانی ناجائز ہے اگر کان یا دم تہائی یا اس سے کم کٹی ہو تو جائز ہے۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہ ہوں یا ایک کان نہ ہو اس کی قربانی ناجائز ہے۔ اور جس کے کان چھوٹے ہوں اس کی جائز ہے۔ جس کے تھن کٹے ہوں یا خشک ہوں اس کی قربانی ناجائز ہے۔ بکری میں ایک کا خشک ہونا ناجائز ہونے کے لیے کافی ہے اور گائے بھینس میں دو خشک ہوں تو ناجائز ہے۔ اسی طرح خنثیٰ جانور یعنی جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اس کی بھی قربانی ناجائز ہے۔

فتاویٰ منظر اسلام

ترتیب، تخریج، تحقیق:- حضرت مولانا مفتی محمد احسن رضا قادری، سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

کتھا کے کھانا کھانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک ہندو نے اپنے گھر پر رات میں کتھا کرائی، کتھا کے بعد دن میں اس نے کھانے کا اہتمام کیا اور اس میں مختلف مذہب کے ماننے والوں کو جمع کر کے کھانا کھلایا، اسی دعوت میں کچھ مسلمانوں کو بھی بلایا گیا اور یہ دعوت بھی رمضان کے مہینے میں تھی، کھانا بھی دن کا تھا، مذکورہ دعوت میں گاؤں کے کچھ لوگ بھی شامل ہوئے اور انہوں نے کھانا بھی کھایا ایسے لوگوں کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب:- بے شک وہ لوگ جو دعوت میں گئے وہ سخت گنہگار رہیں، توبہ کریں جبکہ یہ لوگ صرف کھانے میں شریک ہوئے ہوں۔ رمضان کے مہینے میں بلا عذر شرعی دن میں کھانا ویسے بھی حرام ہے اور عذر شرعی کی صورت میں کھانے پینے کی اجازت ضرورت ہے مگر علی الاعلان اس صورت میں بھی کھانا پینا ناجائز وگناہ ہے۔ جتنے لوگ بھی اس دعوت میں شریک ہوئے وہ سب علی الاعلان توبہ واستغفار کریں واللہ تعالیٰ اعلم۔

بے وجہ شرعی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار کرنے والے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

(۱) ہمارے یہاں مسجد کے امام صاحب سے ایک بچہ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے نماز پڑھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ اس میت کے گھر والوں نے مسجد کو چندہ نہیں دیا۔ اسی وقت سب گھر والوں نے دوسرے لوگوں سے اُدھار لے کر مسجد کو چندہ دیا مگر پھر بھی امام صاحب نے نماز جنازہ نہ پڑھائی۔ خدا کا واسطہ بھی دیا پھر بھی نہیں پڑھائی۔ ایسی صورت میں امام صاحب کے لیے کیا حکم شرعی ہے؟

(۲) امام صاحب کی بدفعلی اور بداخلاقی کی وجہ سے گاؤں کے کافی لوگ ان سے ناراض ہیں کچھ ہی لوگ ان کی موافقت میں ہیں جس کی وجہ سے وہ امامت سے دست بردار ہونے کو راضی نہیں۔ زیادہ تر لوگ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے بچتے ہیں ایسی صورت میں امام صاحب کی امامت جائز ہے یا ناجائز؟

سائل عبداللطیف، موضع پکڑیا نوگماں ضلع پیلی بھیت

الجواب:- (۱) امام مذکور نے بلا وجہ شرعی نماز جنازہ نہیں پڑھائی اور ظاہر یہ ہے کہ وہاں دوسرا نماز پڑھانے والا موجود نہ تھا تو ایسی صورت میں امام پر فرض تھا کہ نماز جنازہ پڑھاتا۔ چندہ نہ دینے کی وجہ سے نماز پڑھانے سے رکنا جائز نہ تھا۔ اس لیے امام گنہگار ہوا وہ توبہ واستغفار کرے واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۲) جس سے کچھ مقتدی وجہ شرعی کی بنا پر ناراض ہوں اس کی نماز بارگاہ خداوندی میں شرف قبولیت نہیں پاتی۔ حدیث شریف میں ہے: من امّ قوماً وھم لھم کارھون۔ الخ یعنی جو شخص لوگوں کی امامت کرے اس حال میں کہ وہ لوگ (کسی وجہ شرعی کی بنیاد پر) اسے ناپسند کرتے ہوں تو اس کی نماز خدا کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوتی (مفہوم حدیث) اور یہ امام تو متہم بھی ہے اور تقلیل جماعت کا باعث بھی اس لیے اس کو خود ہی امامت سے دست بردار ہو جانا چاہیے اور ایسے کو امام نہ بنایا جائے واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ قاضی محمد عبدالرحیم بستوی غفرلہ القوی

دارالافتاء منظر اسلام محلّہ سوداگران بریلی شریف

۱۳؍رمضان المبارک ۱۳۹۴ھ

احتجاج ومظاہرہ اورحالات حاضرہ

از۔مولانا طارق انور مصباحی

دشمنوں کی سازشیں اور مسلموں کی کاوشیں

جمہوری حکومتوں میں احتجاج ومظاہرہ پبلک کا قانونی حق ہے تا کہ وہ اپنے خیالات ومطالبات کا اظہار کرسکیں،لیکن موجودہ حالات میں بھارت میں نفرت کی گرم بازاری ہے،لہٰذا مسلمانوں کو قدم پھونک کر رکھنا ہوگا۔

قوم کی قیادت یا اپنی قیادت کا تحفظ: بیرسٹر اویسی نے عام طور پر اپنے عوامی خطابات میں مسلمانوں،دلتوں اور مظلوم وپس ماندہ افراد وجماعات کے حقوق اوران کی فلاح وبہبود کی بات کی ہے، حالاں کہ یہ ایک سیاسی لیڈر،ایک سیاسی پارٹی کا صدراورلوک سبھا کا ممبر ہے۔پارلیامنٹ میں اہل حکومت ودیگر لیڈروں سے آمنا سامنا بھی روزانہ کا معمول ہے۔دوسری جانب دیوبندی جمعیۃ العلما ایک مذہبی جماعت ہے،لیکن اس کا لیڈر کبھی موہن بھاگوت کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اور کبھی مسلمانوں کے حقوق پر اہل حکومت سے سمجھوتہ کرلیتا ہے۔یہ لوگ مسلمانوں کے حقوق کے لیے کیا آواز بلند کریں گے۔جب انگریزوں کوعروج حاصل تھا تو ان کے اسلاف انگریزوں سے مل جل کر رہے۔تھانوی کو ہر ماہ انگریزی حکومت کی جانب سے وظیفہ ملتا تھا۔ان لوگوں نے کانگریس کی آواز بلند ہوتی دیکھی تو کانگریس سے دوستی کرلی۔یہ لوگ محض اپنی قیادت کا تحفظ چاہتے ہیں اور مسلمانوں کی آواز کو دباتے ہیں،تا کہ اہل حکومت کے سامنے سرخروئی حاصل ہوسکے۔ایسے چاپلوس قسم کے لوگوں سے بھلائی کی امید وابستہ کرنا مسلمانوں کی بھول ہے۔

ڈیفنس لازم یا احتجاج لازم: ڈیفنس کے مختلف طریقے ہوتے ہیں۔حالات اور تجربات کے اعتبار سے ان طریقوں میں سے زوداثر اور بےخطر طریق کار کا انتخاب کیا جاتا ہے۔عہد حاضر میں احتجاج کا ایک مؤثر طریق کار ''ٹویٹر ٹرینڈ ہے''۔بھارت میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اورام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان اقدس میں بھاجپائی ترجمان ''نوپور شرما'' نے بے ادبی کی تھی اور ایک بھاجپائی لیڈر ''نوین کمار جندل'' نے اس کی حمایت کی تھی۔جب اس معاملہ کے سبب بھارت وعرب ممالک میں ٹویٹر ٹرینڈ چلائے گئے اور عرب ممالک میں بھارتی مصنوعات کے بائیکاٹ کا اعلان ہوا،تب بھارت کی بھارتیہ جنتا پارٹی نے 5 جون 2022 کو اپنا بیان جاری کیا کہ ہم ہر مذہب اور مذہبی شخصیات کا احترام کرتے ہیں اور نوپور شرما و نوین جنڈل کو پارٹی سے برخاست کرتے ہیں۔

احتجاج کا روایتی طریق کار بھی آزمایا گیا۔اسی گستاخی کے سبب کانپور (یوپی) میں مسلمانوں نے مظاہرہ کیا اور بہت سے مظاہرین کو جیل میں ڈال دیا گیا،جب کہ مجرمین آزادی کے ساتھ ہیرو بن کر ملک بھر میں گھومتے رہے۔بھاجپا کی زیر اقتدار ریاستوں میں سی اے اے(CAA) مخالف مظاہروں میں مظاہرین کو گولیوں سے ہلاک

کیا جاتا تھا۔اسی احتجاج کے سبب دہلی میں فروری:2020 میں فسادات پھوٹ پڑے تھے۔مسلمانوں پر ظلم وستم بھی ہوا، پھر مسلمانوں ہی پر مقدمات ہوئے اور مسلمانوں کو جیل بھی جانا پڑا۔دشمن کی یہ گہری سازش ہے کہ وہ اسلام ومسلمین اور مذہب اسلام کی عظیم شخصیات کے خلاف زہر اگلتے ہیں، پھر مسلمان سڑکوں پر اترتے ہیں اور کچھ الزامات عائد کر کے مسلمانوں کو جیلوں میں ٹھونس دیا جاتا ہے۔

مسلمانوں کو چاہئے کہ جوش کی بجائے ہوش سے کام لیں اور ڈیفنس کا وہ طریقہ اختیار کریں کہ دشمنوں کی سازشیں تہس نہس ہو جائیں اور مسلمان بھی خطرات سے باہر رہیں۔بلاشبہہ ہم ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے لیے اپنی جانیں قربان کرنے کو سعادت سمجھتے ہیں،لیکن جہاں جو حکمت عملی نفع بخش اور نتیجہ خیز ہو،اسی کو اختیار کیا جائے۔اگر سلطان صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمۃ والرضوان تنہا عیسائیوں کے لشکر کے سامنے مقابلے کو چلے جاتے اور جام شہادت نوش کر لیتے تو فتح بیت المقدس کا نظارہ ہمیں دیکھنے کو نہیں ملتا۔قبلہ اول نصاریٰ کے قبضے ہی میں رہ جاتا،مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ دوسرے کو مقرر فرمادے۔اب جس کو اللہ تعالیٰ نے جو قوت عطا فرمائی ہے،وہ اس کا صحیح استعمال کرے۔عبقری قلوب واذہان اور تجربہ کار ومخلص دل ودماغ خوب سوچیں اور دشمنوں کا منہ بند کرنے اور انہیں چاروں شانے چت کرنے کا مستحکم لائحہ عمل تیار کریں۔قوم مسلم کے جذبات کا سودا نہ کریں۔نفع ونقصان دیکھ کر قدم اٹھائیں۔

”جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی“

حضور اقدس رسول عرب وعجم خاتم الانبیاء والمرسلین علیہ وعلیہم التحیۃ والثنا قیامت تک کے لیے ساری کائنات کے رسول ونبی ہیں۔جب کچھ سال قبل ڈنمارک وفرانس میں شان رسالت میں بے ادبی کی گئی تو تمام جہاں کے مسلمانوں نے غم وغصہ کا اظہار کیا اور دنیا بھر میں مظاہرے ہوئے۔اسی طرح حالیہ دنوں بھارت میں متعصب شیاطین نے ہمارے رسول شہنشاہ کائنات فخر موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں گستاخی وبے ادبی کی تو دنیا کے بہت سے ممالک میں مختلف قسم کے ردعمل کا مظاہرہ کیا گیا اور اس کے اثرات کا بھی ظہور ہوا۔دنیا بھر کے مسلمانوں نے اس لیے اپنا ردعمل ظاہر کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سارے جہاں اور تمام مسلمانوں کے رسول ونبی ہیں۔مسلمانان عالم کے ردعمل کا سبب یہ ہرگز نہیں کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام بھارتی مسلمانوں کے رسول ونبی ہیں،لہٰذا مسلمانان ہند کی حمایت وہمدردی میں دنیا بھر کے مسلمان غم وغصہ کا اظہار کر رہے ہیں۔بھارت کے بعض کج فکر اور بے عقل متفکرین کا یہ کہنا کہ یہ بھارت کا اندرونی معاملہ ہے،لہٰذا بیرون ملک کے مسلمان اس معاملہ میں دخل اندازی نہ کریں۔یہ ابلیسی فریب ہے۔ایسی فکر خسیس کو جوتوں تلے روند دیں۔دنیاوی جاہ وحشم کے لالچ میں لوگ دین وایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔ڈنمارک وفرانس میں گستاخانہ کارٹون بنے تو بھارت میں بھی زبردست مظاہرے ہوئے تھے،یہ پست فکر متفکرین اس وقت کہاں تھے۔انہیں کہنا چاہئے تھا کہ یہ تو ڈنمارک وفرانس کا معاملہ ہے۔بھارتی مسلمانوں کو اس میں دخل اندازی کی ضرورت نہیں۔ایسے لوگوں سے بچیں۔

ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے تدابیر ضرور اختیار کی جائیں۔ہاں!

جوش میں ہوش نہ کھو بیٹھیں۔ روایتی مظاہروں کے علاوہ بھی بہت سے مؤثر طریقے ہیں۔ مظاہرین پر گولیاں چلائی جاتی ہیں۔ ان کو بالقصد ہلاک کیا جاتا ہے۔ ان پر جھوٹے مقدمے قائم کر کے ان کو جیلوں میں ڈال دیا جاتا ہے، لہٰذا ڈیفنس کا طریق کار بدلا جائے، لیکن ڈیفنس ضرور کرنا ہے، اور اسلامی قانون اور بھارتی دستور کی روشنی میں دفاع کرنا ہے۔ اعدائے اسلام کی چاپلوسی سے کچھ فائدہ نہیں۔ انہیں جو کچھ کرنا ہے، وہ ضرور کریں گے۔ چاہے کوئی شخص دین اسلام چھوڑ کر خود ان دشمنان دین کی پوجا کیوں نہ کرنے لگے۔

بھارت کی مول نواسی اور اصل شہری قوموں میں سے آدی واسی قوم (ST) مظاہر فطرت کو پوجتی ہے۔ دلت (SC) اور بی سی (BC) (بیک ورڈ طبقہ) ویدک دھرم (ہندو دھرم) کو مانتا ہے۔ ہندو دھرم میں برہمنوں کو بھگوان اور معبود سمجھا جاتا ہے، پس مذکورہ مول نواسی قومیں بھی برہمنوں کو اپنا بھگوان مانتی ہیں۔ اس کے باوجود تمام مول نواسی قوموں کو شودر (غلام) بنا کر ساڑھے تین ہزار سال سے ان پر ظلم وستم ڈھایا جا رہا ہے۔ جب یہ لوگ اپنے پجاریوں پر رحم نہیں کرتے تو دوسروں کے ساتھ کیوں کر رعایت کر سکتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمانوں کو ملیچھ سمجھتے ہیں اور ملیچھ قابل رحم نہیں ہوتا، نیز یہودیوں اور برہمنوں سے خیر و بھلائی کی امید حماقت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ بابری مسجد ہاتھ سے نکل چکی، اب متھرا و کاشی کی عبادت گاہیں بھی دے دو، یا خود کو ان لوگوں کا غلام و پجاری بنا لو۔ بھلائی کی امید ہرگز نہیں۔ جب آپ کسی کو اپنا آقا سمجھیں گے تو وہ آپ کو اپنا غلام ہی سمجھے گا۔

مذہب اسلام کے ابدی قانون پر عمل کریں اور دنیا وآخرت کی بھلائیاں پائیں۔ بھارتی قانون کی روشنی میں اپنا ڈیفنس کریں۔ ڈیفنس کا وہ طریقہ اختیار کریں کہ دشمنوں کی سازشیں شکست وریخت سے دوچار ہوں اور آپ محفوظ رہیں۔

دین مقدم ہے یا ملک مقدم؟ اللہ تعالیٰ نے آخرت کی تیاری کے لیے انسانوں کو دنیا میں بھیجا۔ اللہ تعالیٰ کے مبعوث فرمودہ پیغمبران عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات وارشادات کے مطابق آخرت کی تیاری کرنے کا حکم ہے۔ جب آخری نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہو چکی تو تمام آسمانی مذاہب منسوخ ہو گئے۔ اب صرف مذہب اسلام کے احکام وفرامین کے مطابق آخرت کی تیاری کرنے کا حکم ہے۔ جہاں دین پر عمل کی گنجائش نہ ہو۔ لوگ کفر پر مجبور کریں تو ترک وطن یعنی ہجرت کا حکم ہوتا ہے، جیسا کہ پیغمبر اسلام حضور اقدس سید الانام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو مکہ معظّمہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا۔

اپنے وطن کی بھی حفاظت کرنی ہے، لیکن یہ بات ایک ان پڑھ اور جاہل مسلمان بھی جانتا ہے کہ دین مقدم ہے، ملک مقدم نہیں۔ روہنگیا کے مسلمان اپنا وطن چھوڑ کر در بدر بھٹک رہے ہیں، لیکن اپنے دین وایمان کو اپنے سینوں سے لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ایمان پر مستحکم ہیں۔ ظلم وستم کی آندھیاں انہیں راہ حق سے پھیر نہ سکیں۔ آج بھی وہ مصائب ومشکلات میں مبتلا ہیں، لیکن توفیق خداوندی انہیں صراط مستقیم سے ڈگمگانے نہیں دیتی: فاللہ خیر حافظا۔

چند ایسے خوشامد پرست متفکرین جنم لے سکتے ہیں جو ملک کو مقدم اور دین کو مؤخر بتا سکتے ہیں۔ بھارت کی موجودہ زعفرانی حکومت کی دہشت سے مبہوت ہو کر بعض لوگ اول فول بک سکتے ہیں۔ آزادی ہند سے قبل بھی حسین احمد ٹانڈوی صدر دیوبندی جمعیۃ العلما (ہند)

نے نعرہ دیا تھا: ''ملت از وطن است'' (قوم وطن سے بنتی ہے) ٹانڈوی متحدہ قومیت کا علم بردار تھا۔ وہ تمام اہل ہند کو ایک قوم تصور کرتا تھا، جب کہ مسلمانان ہند دوقومی نظریہ کے قائل تھے۔ اسلام بھی اسی نظریہ کی تائید کرتا ہے۔ شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال لاہوری نے ٹانڈوی کے مذکورہ دعویٰ کا رد بلیغ فرمایا۔ ڈاکٹر اقبال نے کہا:

عجم ہنوز نداند رموزِ دیں ورنہ
ز دیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی است
سرود برسر منبر کہ ملت از وطن است
چہ بے خبر ز مقام محمد عربی است
بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نرسیدی، تمام بولہبی است

دوسری جگہ ڈاکٹر اقبال نے کہا:

کسے کو پنجہ زد ملک و نسب را
نہ داند نکتہ دین عرب را
اگر قوم از وطن بودے محمد
ندادے دعوت دیں بولہب را

ڈاکٹر اقبال نے مقام دیگر میں کہا:

قوم تو از رنگ و خون بالا تر است
قیمت یک اسودش صد احمر است
گر نسب را جزو ملت کردۂ
رخنہ در کار اُخوت کردۂ

بھارت کے بھگوادھاری اپنے دین باطل کے واسطے سردھڑ کی بازی لگائے ہوئے ہیں، بھارتی فضا میں نفرت وعصبیت کا زہر گھول رہے ہیں اور سچے مذہب والوں کو ملک کی سالمیت کی خاطر اپنے دینی مراسم اور مساجد وآثار سے دستبردار ہونے کی صلاح دی جاتی ہے۔ ہم نہ کسی کی عبادت گاہ پر قبضہ جما رہے ہیں، نہ کسی کو اسلامی تہذیب وثقافت اپنانے کے واسطے مجبور کررہے ہیں، پھر دوسرے لوگ کیوں ہمیں تنگ کرتے ہیں۔ جب ملکی دستور نے ہمیں اپنے مذہب پر عمل کی آزادی دی ہے تو زعفرانی ٹولہ ہمیں کیوں کر روک سکتا ہے۔

لیڈروں کو کچھ مال یا عہدہ ملتا ہے، وہ اسی لالچ میں اناپ شناپ بکتے ہیں۔ کسی کو کسی ریاست کی گورنری مل جاتی ہے۔ کسی کو راجیہ سبھا کی ممبری مل جاتی ہے۔ کسی کو گورنمنٹی نوکری مل جاتی ہے۔ عام مسلمان اپنا دین وایمان کیوں بیچیں۔ لیڈروں کو بھی اپنا دین وایمان نہیں بیچنا چاہیے، لیکن وہ جان بوجھ کر جہنم میں کود رہے ہیں تو پھر انہیں کون روک سکتا ہے۔ جو لوگ بھارتی ماحول کو پراگندہ اور زہر آلود کررہے ہیں۔ ان کو سمجھایا جائے۔ مسلمانان ہند نہ کسی پر دست درازی کررہے ہیں، نہ ہی ان کو سمجھانے کی کوئی ضرورت ہے۔

اظہار خیال کی آزادی اور UAPA

1-کئی سالوں سے بھارت میں مذہب اسلام ،قرآن مقدس اوراسلام کی عظیم شخصیات سے متعلق غلط ریمارکس دیئے جاتے ہیں، حدتو یہ ہے کہ پیغمبر اسلام حضور اقدس حبیب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان مبارک میں بھی نازیبا کلمات کہے جاتے ہیں۔

2-جو لوگ گستاخوں اور مجرموں کی گرفتاری کی مانگ کرتے ہیں۔ ان پر مقدمات درج کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ دشمنان اسلام جو چاہیں، بکتے رہیں اور مسلمانان ہند خاموش تماشائی

بن کر اور سر جھکا کر سب کچھ برداشت کرتے رہیں۔خبر کے مطابق 09: جون 2022 کو دہلی پولیس نے خود سے اکتیس لوگوں پر مقدمہ درج کیا ہے۔کل ہماری مسجدوں پر قبضے ہوں گے اور مسلمان مقدمہ کریں گے تو مسلمانوں پر بھی مقدمے کر دیئے جائیں گے،تا کہ سب لوگ خاموش بیٹھے رہیں۔

3-اگر اظہار خیال کی آزادی کا مفہوم یہ ہے کہ جس کے دل میں جو آئے،وہ بکتا پھرے تو یواے پی اے (یواے پی اے) قانون کیوں بنایا گیا؟

4-مذہبی شخصیات پر الزامات واتہامات کا مؤثر حل الزامی جوابات ہیں۔تحریک شدھی کے عہد میں الزامی جوابات سن کر پنڈت وپجاری اپنی دھوتیاں اٹھا اٹھا کر میدان سے بھاگتے نظر آتے تھے۔خلیل کبریا حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نمرود کو پہلے تحقیقی جواب دیا۔جب وہ نہ سمجھ سکا تو الزامی وعقلی جواب دیا،پس نمرود ہکا بکا اور مبہوت ہوکر رہ گیا۔الزامی جواب سے (فبہت الذی کفر) کی جلوہ نمائی ہوئی۔

5-عہد حاضر میں خود سے الزامی جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ بہت سے ہنود نے ویدک دھرم کے حقائق خود ہی واضح کیے ہیں۔ بہت سے مواد کتابوں میں ہیں اور بہت سے وڈیوز بھی ہیں۔ان کو ہی شیئر کیا جائے۔ڈیفنس کی صورتوں پر غور کیا جائے۔عبقری قلوب واذہان اور قانونی رموز وحقائق سے واقف وآشنا افراد نجات دہندہ تدابیر پیش کریں۔

6-بھارتی مسلمان انڈین کانسٹی ٹیوشن کی روشنی میں ڈیفنس کریں، خاموش نہ رہیں۔ٹی وی ڈبیٹ میں شرکت نہ کریں۔دس آدمی کے سامنے ایک آدمی یقیناً بے بس ہو جائے گا،پھر ایسی مجلسوں میں جاکر جگ ہنسائی کا موقع دینا یقیناً غلط ہے۔

7-موجودہ حالات میں روایتی جلوس واحتجاج سے پرہیز کریں۔اہل حکومت اور پولیس افسران سے خصوصی ملاقات کی جائے۔انہیں حالات بتائے جائیں اور اپنے مطالبات انہیں پیش کریں۔

8-بھاجپائی لیڈران بھی انڈین پارلیامنٹ اور ریاستی اسمبلیوں کے ممبر ہیں۔اسی وجہ سے وہ ملکی وریاستی عہدوں پر فائز ہیں۔بھارت کا پرائم منسٹر ملک کا پرائم منسٹر ہوتا ہے۔وہ کسی قوم یا کسی پارٹی کا خاص پرائم منسٹر نہیں ہوتا۔اپنے مطالبات بھاجپائی لیڈروں کے سامنے بھی رکھے جائیں۔

9-ماہر وکیلوں سے حالات حاضرہ سے متعلق رائے طلب کریں۔

نفرت کی گرم بازاری اور مسلمانوں کی غفلت شعاری

موجودہ وقت میں بھارتی فضا میں مسلمانوں کے خلاف سخت نفرت گھول دی گئی ہے،نفرت کی آلودگی سے ماحول کو صاف ستھرا کرنے کی کوشش کی جائے۔روایتی احتجاج ومظاہرہ سے نقصان ہی ہوگا۔ گولیاں چلیں گی اور ہلاکتیں ہوں گی۔10 جون 2022 کو رانچی اور کلکتہ میں گولی چلی ہے۔خبر کے مطابق رانچی میں 14 مظاہرین کو گولی لگی ہے۔ایک سولہ سالہ مدثر نامی بچے کے سر میں گولی لگی اور وہ وہیں راہی ملک بقا ہو گیا۔کلکتہ میں بھی مظاہرہ سے کچھ فاصلے پر ایک مسلم خاتون کو ایک پولیس اہل کار نے سر پر گولی ماردی پھر اس نے خود کو بھی گولی ماری۔دونوں ہی موقع پر ہلاک ہو گئے۔

ماحول میں اس قدر نفرت بھر دی گئی ہے کہ مسلمانوں کو دیکھ کر ہی غیروں کا خون کھولنے لگتا ہے۔ایسی صورت میں معاملہ ناقابل

برداشت ہوگا تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔نفرت کو کم کرنے اور حالات پر قابو پانے کے واسطے بھارت کی مختلف قوموں کی مشترکہ امن کمیٹی ملک بھر میں بنانے کی سخت ضرورت ہے۔امن کمیٹیوں کے قیام سے باہمی بات چیت ہوگی اور نفرت میں کمی آئے گی۔امن کمیٹیوں کا قیام بھارتی دستور یا بھارت کے کسی قانون کی خلاف ورزی بھی نہیں۔اس کی میٹنگوں میں پولیس افسران اور سیاسی لیڈروں کو بھی شریک کیا جائے۔باہمی نفرت وعداوت کو دور کرنے کے واسطے مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے،جس میں مختلف قوموں کے افراد شریک ہوں اور مختلف قوموں کے سنجیدہ فکر لیڈران وذمہ داران کو اظہار خیال کا موقع دیا جائے۔جو کرنا چاہئے،اس جانب توجہ نہیں۔جس کام سے وقتی طور پر چشم پوشی کرنی چاہئے،لوگ اسی جانب قدم بڑھاتے ہیں۔ ؎

پہلے قوت فکر وعمل فنا ہوتی ہے
پھر کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے

جانے والے نہیں واپس آنے والے:

1-روایتی اور غیر مرتب نیز بنا مضبوط قائد کے عوامی ہاتھوں میں کھیلتے مظاہرے اور جلوس وقتی طور پر بند کیئے جائیں۔بھارت میں ہر کوچہ ومحلّہ،ہر قصبہ وقریہ اور ہر محکمہ وشعبہ فرقہ وارانہ عصبیت ونفرت میں ڈوبا ہوا ہے۔

2-مرنے والے کبھی واپس نہیں آتے۔پولیس اہلکاروں کے خلاف کاروائی کم ہی ہوتی ہے،نیز تحقیقات بھی عام طور پر پولیس والے ہی کرتے ہیں۔

3-احتجاج کے بہت سے مؤثر طریقے ہیں،مثلاً مجرم اقوام سے خرید وفروخت اور تجارتی تعلقات بند کر دیئے جائیں۔جب انہیں اپنا معاشی نقصان نظر آئے گا،تب وہ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہوں گے۔

4-نفرتوں کو کم کرنے کے واسطے بھارتی بلاد وقصبات میں مشترکہ امن کمیٹی قائم کی جائے۔یہ محفوظ اور مؤثر طریقہ ہے۔اس میں ہر مذہب اور ہر قوم کے لوگ شریک ہوں۔

5-فاتح اندلس شیر اسلام طارق بن زیاد علیہ الرحمۃ والرضوان نے کشتیوں کو نذر آتش کر دیا تھا،کیوں کہ ان کے ساتھ لشکری اور سپاہی تھے جن کو اپنے عسکری جلوے دکھانے کی اجازت تھی۔جلوس ومظاہرہ میں نہتے شہری شریک ہوتے ہیں جو محض اپنی آواز بلند کر سکتے ہیں۔نہ ان کو ہتھیار ساتھ رکھنے کی اجازت ہوتی ہے،نہ وہ ہتھیار چلا سکتے ہیں۔مختلف شرائط کے ساتھ جلوس واحتجاج کی پرمیشن ملتی ہے۔اگر دشمنوں کا کوئی گروہ اور جتھا ان پر حملہ کر دے تو مظاہرین اپنی جانوں کی حفاظت بھی نہیں کر سکتے۔پولیس والے کبھی خاموش تماشائی بنے رہتے ہیں اور کبھی پولیس والے ہی ظلم ڈھاتے ہیں۔موجودہ وقت میں بنا مضبوط قیادت اور بنا مضبوط انتظام کے روایتی احتجاج کرنا بے فائدہ نظر آتا ہے۔

6-جلوس کی جگہ بھارتی اقوام کا مشترکہ اجلاس منعقد کیا جائے۔اس میں ہر قوم کے مقررین وسامعین ہوں۔جلوس واحتجاج کے ذریعہ آپ اہل حکومت سے کچھ مطالبات کرتے ہیں۔آپ ان مشترکہ مجلسوں میں سیاسی لیڈران اور اعلیٰ پولیس افسران کو مدعو کریں اور بھارتی عوام کی جانب سے میمورنڈم پیش کریں۔مشترکہ مجلسوں کے اثرات بہت مستحکم ہونے کی امید ہے۔

7-تحریک شدھی کے عہد میں علمائے اسلام جا بجا مجالس منعقد کرتے اور لوگوں کو اسلامی حقائق سے آشنا کرتے تھے۔اس عہد میں آج سے زیادہ ماحول خراب تھا۔شردھانند و دیگر متعصب پنڈت وپجاری

مذہب اسلام کی صورت بگاڑنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے تھے۔ ارباب تعصب نے اسلام کے خلاف بہت سی کتابیں بھی لکھی تھیں۔ ''ستیارتھ پرکاش'' ایک مشہور کتاب تھی۔ اہل اسلام نے بھی بہت سی کتابیں لکھیں اور مذہب اسلام کا دفاع کیا۔

8-ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کی حفاظت وصیانت اور اسلام کی سربلندی کے واسطے ہمیں اپنی قوت بھر کوشش ضرور کرنی ہے، لیکن ہم کوئی ایسی راہ اختیار نہیں کر سکتے کہ ہمارا جانی ومالی نقصان بھی ہو، اور دشمنان اسلام آزادانہ طور پر گھومتے پھرتے رہیں۔ ہمیں فائدہ اور نقصان دیکھ کر قدم اٹھانا ہے۔

9-ٹی وی ڈبیٹ میں شرکت سے پرہیز کیا جائے۔ یہ مباحثے منظم سازشوں کے تحت منعقد کیے جاتے ہیں۔ جہاں دس آدمی چیخ وپکار کر رہے ہوں، وہاں ایک آدمی کی آواز کون سنتا ہے، بلکہ جب ہماری آواز دبانے کی پرزور کوشش کی جائے تو ہمارا نقصان ہی ہوگا۔ اس لیے جس جس مسلک اور جس جس خطے کے مولوی نما جاہل ان ڈبیٹوں چینلوں کے اسٹوڈیو میں جا کر کے بیٹھ رہے ہیں اس مسلک اور ان خطوں کے لوگ ان کا سختی سے بائیکاٹ کریں اور ان سے میل جول اور معاملات ختم کر لیں تب ہی یہ لوگ باز آ سکتے ہیں۔

روایتی احتجاج پر نظر ثانی

1-متعدد خبروں کے مطابق جمعہ (10: جون 2022) کو علمائے کرام نے احتجاج ومظاہرہ کی اپیل نہیں کی تھی۔ مسلمانوں کو کن لوگوں نے ورغلایا، معلوم نہیں۔ عہد ماضی میں بھی ایمان فروشوں کی کمی نہیں تھی۔ عہد حاضر میں تو چند سکوں کے عوض اسلام ومسلمین کی بدخواہی کرنا کوئی تعجب خیز امر نہیں۔ میر جعفر ومیر صادق کے فیض یافتگان جا بجا مل جائیں گے۔ ظاہر میں خیر خواہ، باطن میں بدخواہ۔ اگر کسی کو دو چار لاکھ دے دیئے جائیں تو وہ مسلمانوں کو ورغلا کر احتجاج کے لیے جمع بھی کر لے گا اور پتھر بازی بھی کرا لے گا، پھر دشمنان اسلام اپنی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں گے۔ پولیس والے فائرنگ کرتے ہیں۔ نہتے مسلمانوں کی موت ہوتی ہے۔ بہت سے نوجوانوں کو پولیس اسٹیشنوں میں وحشی درندوں کی طرح سخت زدوکوب کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے گھروں پر بلڈوزر چلا دیا جاتا ہے۔ ان کے خلاف مقدمات درج کر دیئے جاتے ہیں۔

دہلی فساد: فروری 2020 کے موقع پر بھی یہ خبر آئی تھی کہ سی اے اے (CAA) کے خلاف مظاہرہ کرنے والے روڈ کنارے بیٹھے تھے، آخری دن چند چال باز عورتوں نے ان مظاہرین کو بہکا کر روڈ پر بٹھا دیا اور پھر فساد پھوٹ پڑا۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ مشکوک عورتیں شرپسندوں کی سازش میں شریک تھیں۔

2-مذہب اسلام نے بے فائدہ اپنی جان ومال قربان کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بھارت ایک جمہوری ملک ہے۔ اپنے مطالبات اہل حکومت سے منوانے کے بہت سے قانونی طریقے ہیں۔ سب سے مؤثر طریقہ یہ ہے کہ تمام مذاہب کے لوگوں کا مشترکہ عوامی اجلاس ہو۔ اس اجلاس میں حکومتی لیڈران اور اعلیٰ پولیس افسران کو مدعو کیا جائے اور پبلک کے سامنے مطالبات پیش کیے جائیں۔ زبانی بھی مطالبات ہوں اور تحریری شکل میں بھی مطالبات دیئے جائیں۔ بھارت میں شاہی حکومت نہیں، بلکہ عوامی وجمہوری حکومت ہے جو عوام کے ذریعہ اور عوامی مفادات کے لیے تشکیل دی جاتی ہے۔

اجلاس میں مختلف مذاہب کے عوام وخواص کو شریک اجلاس کیا جائے۔بصورت دیگر مختلف مذاہب کے امن پسند ذمہ داران حکومتی عہدہ داران و پولیس افسران سے ڈیلی گیٹ کی شکل میں ملاقات کریں۔صرف مسلمان نہ جائیں،ورنہ بے توجہی برتی جائے گی۔

3-بدمذہبوں سے سیاسی اتحاد کا خیال دل سے نکال دیں۔پہلی جنگ آزادی یعنی جنگ غدر:1857میں وہابیہ انگریزوں کے ساتھ تھے۔جب کانگریس کو عروج ملا تو کانگریس سے ہاتھ ملا لیا۔یہ لوگ ہمیشہ اہل حکومت کی غلامی کرتے آئے ہیں۔آزادی ہند کے بعد بھی ان لوگوں نے مسلمانوں کو کانگریس کا یرغمال بنا کر رکھا۔جب راجیو گاندھی کے عہد حکومت میں بھاگلپور فساد:1989 ہوا،پھر کانگریسی عہد حکومت میں 06:دسمبر 1992 کو بابری مسجد کی شہادت ہوگئی،تب مسلمان کانگریس سے جدا ہوگئے۔

وہ تمام کلمہ گوطبقات کے مشترکہ مظاہرے ہیں،جن میں مظاہرین پر گولیاں چلائی گئیں۔پولیس اسٹیشنوں میں نوجوانوں کو وحشی درندوں کی طرح مارا پیٹا گیا۔مسلمانوں کے گھروں پر بلڈوزر چلائے گئے۔مسلمانوں پر مقدمات ہوئے۔ان مظاہروں اور جلوسوں میں ہر طبقے کے لوگ شریک ہوتے ہیں۔جب اتحاد وافتراق دونوں حال میں معاملہ یکساں رہتا ہے تو بدمذہبوں سے سیاسی اتحاد کا جواز کہاں سے فراہم ہوگا۔جب شرعی حاجت وضرورت کا تحقق ہی نہیں تو امر غیر مشروع کیوں کر جواز کی رخصت پالے گا؟جب جواز ہی ثابت نہ ہو تو امر غیر مشروع پر رحمت الٰہی کی امید نہیں اور رحمت خداوندی کے بغیر کشتی ساحل نجات کو نہیں پہنچ سکتی۔

4-موجودہ صورت حال میں روایتی مظاہروں کی شرعی اجازت ہونے کی امید نہیں۔ماہر مفتیان کرام سے رابطہ کیا جائے۔

وہابیہ اور دیابنہ نے تحریک آزادی کے عہد میں مسلمانوں کو ہجرت کے لیے بھی اکسایا تھا۔بعض لوگ دھوکے میں آکر افغانستان جا چکے تھے،پھر واپس آئے۔علمائے اہل سنت وجماعت نے ہجرت سے روکا تھا۔کانگریس کا مقصد یہ تھا کہ مسلمان بھارت چھوڑ دیں تو ہم سکون کے ساتھ بھارت میں راج کریں گے۔ملک کی تقسیم بھی اسی وجہ سے ہوئی تھی۔انگریزی عہد حکومت میں 02:ستمبر 1946 کو کانگریس اور مسلم لیگ نے مشترکہ حکومت بنائی تھی۔جب حکومت چل نہ سکی تو کانگریس نے تقسیم ہند کی بات انگریزوں سے کی۔دیابنہ اور وہابیہ نے تحریک آزادی کے عہد میں مسلمانوں کے مفادات کو ہر موقع پر کچلنے کی کوشش کی ہے۔اسلامی احکام کی پامالی کی ہے۔اس کی تفصیل اعلیٰ حضرت کے رسالہ" المحجة المؤتمنة فی آیة الممتحنہ "اور امام اہل سنت قدس سرہ العزیز کے دیگر رسائل وفتاوی میں موجود ہے۔اسلام ومسلمین کا ایسے غداروں سے امید وفا رکھنا عقل مندوں کا شیوہ نہیں۔لہٰذا روایتی احتجاج ومظاہرہ اور بدمذہبوں سے عملی اشتراک کا مطالبہ بند کیا جائے۔

مسلط کردہ مشکلات اور ڈیفنس کی صورتیں

بھارت میں مسلسل قوم مسلم کو ورغلانے کی کوشش کی جارہی ہے،تاکہ وہ سڑکوں پر اتریں اور دشمنان اسلام کا کلیجہ ٹھنڈا کرنے کے واسطے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے،ان کو قید وبند میں ڈالا جائے۔گرفتار کر کے ان کے ساتھ مار پیٹ کی جائے،ان کے گھروں کو مسمار کیا جائے،فرقہ وارانہ فساد پھیلانے کی کوشش کی جائے۔سال

2019-2020 میں سی اے اے مخالف مظاہروں میں بھی مسلمانوں نے ملک بھر میں گرم جوشی دکھائی تھی اور مسلمانوں کی تباہی وبربادی اور قتل وغارت گری بھی بہت ہوئی تھی۔ یہ دیکھ کر دشمنوں کا کلیجہ خوب ٹھنڈا ہوا تھا، لہٰذا مسلمانوں کو سڑکوں پر اتارنے کی کوشش مسلسل جاری رہے گی۔ اندازہ یہی ہے کہ اسلام مخالف حرکات کو مزید تیز کیا جائے گا اور مجرمین کی پشت پناہی کی جائے گی۔ مسلمانوں کے مظاہروں کے جواب میں مظاہرے بھی ہوئے ہیں، جیسا کہ سی اے اے مخالف مظاہروں کے وقت ہوا تھا۔

بہت سے معاملات عہد ماضی میں بھی ہوتے رہے ہیں اور دفاع کی صورتیں بھی اپنائی جاتی رہی ہیں۔ مذہب اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کی سازش طویل مدت سے جاری ہے۔ مستشرقین کی جماعت اسی واسطے تیار کی گئی تھی کہ مذہب اسلام پر نکتہ چینی کی جائے۔ اسلام پر اعتراضات کے لیے مواد تلاش کیا جائے۔ دین اسلام میں خامیاں دکھلائی جائیں۔ بہت سے مستشرقین تخریب کاری کی بجائے دامن اسلام سے وابستہ ہوگئے۔

آزادی سے قبل سن 1920 سے پنڈت دیانند سرسوتی (1824-1883) کے چیلے پنڈت شردھانند نے مذہب اسلام میں خود ساختہ عیوب دکھا کر مسلمانوں کو ہندو بنانا شروع کیا۔ شردھانند (1856-1926) نے 1923 میں تحریک شدھی قائم کی۔ اس نے مختلف علاقوں میں بہت سے مسلمانوں کو ہندو بنا دیا تھا۔ جماعت رضائے مصطفیٰ (بریلی شریف) نے بروقت کاروائی کی۔ علمائے کرام کے قافلے متاثرہ علاقوں میں گشت لگانے لگے۔ جا بجا لوگوں کو جمع کر کے اجلاس کیے جاتے۔ ہندو بن جانے والے بہت سے لوگ توبہ کر کے داخل اسلام ہوئے۔ یہ مشترکہ مجلسیں ہوا کرتی تھیں۔ مسلمین، مرتدین اور مشرکین تینوں جماعت کے لوگ ان مجلسوں میں شریک ہوتے اور حقائق سے آشنا ہوتے۔ دیوبندی جمعیۃ العلما نے فتنہ ارتداد کو روکنے کی کوئی کوشش نہیں کی، کیوں کہ یہ کام ہندو مفادات کے خلاف تھا۔ دیانند سرسوتی نے 1875 میں اپنی کتاب ''ستیارتھ پرکاش'' چھاپی تھی۔ اس میں صرف ہندو دھرم کو صحیح مذہب قرار دیا گیا اور اسلام، عیسائیت اور سکھ دھرم پر اعتراضات کیے گئے تھے۔ دیانند سرسوتی نے 10: اپریل 1875 کو آریہ سماج قائم کیا تھا۔ 1857 میں جنگ غدر (پہلی جنگ آزادی) کے موقع پر آخری مغل تاجدار سلطان بہادر شاہ ظفر (1775-1862) گرفتار ہوگئے اور بھارت میں مغلیہ سلطنت کا خاتمہ ہوگیا۔ اٹھارہ سال بعد ہی بھارت کے مسلمانوں کو ہندو بنانے کی اندرونی تحریک شروع کر دی گئی تھی، پھر 1920 سے اعلانیہ طور پر مسلمانوں کو ہندو بنایا جانے لگا۔ تحریک شدھی کی فتنہ پردازیوں کو کچلنے کرنے کے واسطے علمائے اہل سنت وجماعت نے جو طریق کار اختیار کیا تھا، اسی طریق کار کو آج پھر اختیار کیا جائے اور موجودہ تحریک منافرت کو شکست وریخت سے دوچار کیا جائے۔ تحریک شدھی کی سازشوں کو ناکام بنانے کے واسطے علمائے اہل سنت وجماعت نے جو کوشش وکاوش اور مشقت وجاں فشانی کی، اس کا تفصیلی ذکر مولانا شہاب الدین رضوی کی کتاب ''تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ'' میں ہے۔ اس کا مطالعہ کیا جائے۔

ابھی حالیہ چند سالوں تک بھارت میں روایتی مظاہرے اور سڑکوں پر اترنے سے پرہیز کریں۔ ماہر وکیلوں، سیاسی لیڈروں اور پولیس

افسروں سے حالات حاضرہ پر قابو پانے کی صورتیں دریافت کی جائیں۔ بھارت ایک جمہوری ملک ہے۔ یہاں دستوری قوانین کی روشنی میں ڈیفنس کیا جاسکتا ہے اور عوامی منافرت کو دور کرنے کے لیے تحریک شدھی کے عہد کا طریق کار اختیار کیا جائے۔ جب غیر مسلموں کو اسلام کے حقائق سے آشنا کرنا ہے تو مسلمانوں اور غیر مسلموں کی مشترکہ مجلسیں منعقد کی جائیں۔ جن میں غیر مسلم عوام اور اس کے لیڈروں کو خاص طور پر مدعو کیا جائے، کیوں کہ غیروں کے دلوں میں نفرت پیوست کی جارہی ہے۔ مشہور مقولہ ہے: (الجنس یمیل الی الجنس) (ہر جنس اپنی جنس کی طرف مائل ہوتی ہے) جب ہندو لیڈر اسلام کے حقائق کو قوم ہنود کے سامنے پیش کرے گا تو ہنود کے دلوں میں اس کی بات بہت اثر انداز ہونے کی امید ہوگی۔ ہندی وانگلش زبان میں لکھی ہوئی اسلامی کتابیں دکھا کر غیر مسلم لیڈروں کو مطمئن کیا جائے اور ان کو مواد فراہم کیے جائیں، تاکہ وہ اپنی قوم کو صحیح حقائق سے آشنا کرسکیں۔ اسی طرح ہندی وانگلش اور ریاستی زبانوں (بنگلہ، تمل، کنڑ، ملیالم، تیلگو، گجراتی وغیرہ) میں مختصر لٹریچر شائع کر کے غیر مسلموں تک بلا معاوضہ پہنچایا جائے۔ جوش میں ہوش کھونے سے پرہیز کریں۔ دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ آپ سڑک پر اتریں، پھر کچھ الزام عائد کر کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے۔ ان پر مقدمات درج کیے جائیں۔ ان کو گرفتار کر کے پولیس اسٹیشنوں میں مارپیٹ کیا جائے۔ ان کے گھروں کو بلڈوزر سے مسمار کیا جائے۔ تحقیقات کے نام پر نوجوانوں کو غائب کر دیا جائے۔ آزادی ہند کے بعد سے آج تک کشمیر میں اس قسم کی حرکتیں ہوتی رہی ہیں۔

آپریشن بلیو اسٹار: 1984 کے بعد پنجاب میں یہ سب کچھ ہو چکا ہے۔ پنجابی لوگ بھی بڑے مضبوط تھے، ہر محکمہ میں ان کے لوگ تھے، لیکن حکومت کے پاس پولیس فورس، فوج اور سارا نظام ہوتا ہے۔ جب اہل حکومت ہی انصاف سے دور بھاگیں تو ڈیفنس کا طریق کار بدلنا ہوگا۔ مذہب اسلام نے بے فائدہ اپنی جانیں گنوانے اور اپنے مال واسباب کی تباہی کا حکم نہیں دیا ہے۔ ملک کے عظیم مفتیان کرام سے شرعی رہنمائی حاصل کریں۔ ایسے مواقع پر دیابنہ، وہابیہ وغیرہ کی تجاویز کو مسترد کیا جائے۔ یہ لوگ اپنے وجود کے وقت سے ہی وہ کام کرتے رہے ہیں، جن سے اسلام کو نقصان پہنچتا ہے۔ سلطنت عثمانیہ ترکیہ کے سقوط وزوال میں عرب کے وہابیہ نے مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ بھارت میں وہابیہ اور دیابنہ پہلی جنگ آزادی: 1857 سے ارباب حکومت اور اصحاب قوت کی تابعداری کرتے رہے ہیں اور اندازہ یہی ہے کہ چند سال بعد یہ لوگ ''ہندو راشٹر'' کے قیام کی بھی تائید ضرور کریں گے، لیکن اس سے پہلے ہی مسلمانوں کی کمر توڑ ڈالنے کی مکمل کوشش ہوگی، تاکہ کوئی مدافعت کرنے والا نہ رہے۔

مسلمانو! آگاہ رہو، سڑکوں پر نہ اترو۔ پہلے مسلم مظاہرین پر گولیاں نہیں چلتی تھیں۔ اب مسلم مظاہرین پر گولیاں چلتی ہیں اور مظاہرین کو دنگائی کہا جاتا ہے۔ ان پر سخت مظالم ہوتے ہیں۔ حالات زمانہ کے اعتبار سے بعض شرعی احکام میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔ اپنی جانوں کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ پہلی جنگ آزادی: 1857 کے وقت بادشاہ اسلام (سلطان غازی بہادر شاہ ظفر 1775-1862) موجود تھے، فوجی قوتیں آمادۂ پیکار اور مستعد تھیں، اور مقابلہ کی قوت بھی تھی،

پس حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ العزیز نے جہاد کا فتویٰ صادر فرمایا۔ بعد کے زمانوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھارتی مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہیں دیا کیوں کہ انڈیا میں کوئی بادشاہ اسلام نہ تھا۔ امام اہل سنت قدس سرہ العزیز نے رقم فرمایا: ''جہاد سنانی: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوص قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین۔ یہاں کے مسلمانوں کو جہاد کا حکم اور واقعہ کربلا سے لیڈران کا استناد اغوائے مسلمین۔ بہکانے والے یہاں واقعہ کربلا پیش کرتے ہیں، یہ ان کا محض اغوا ہے۔ اولاً اس لڑائی میں ہرگز حضرت امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے پہل نہ تھی۔ امام نے خبیث کوفیوں کے وعدہ پر قصد فرمایا تھا، جب ان غداروں نے بدعہدی کی، قصد رجوع فرمایا اور جب سے شروع جنگ تک اسے بار بار احباب واعدا سب پر اظہار فرمایا''۔

(فتاوی رضویہ: جلد 14: ص540- جامعہ نظامیہ لاہور)

حالات حاضرہ میں روایتی احتجاج کا شرعی حکم

بھارتی حکومت نے 14: جون 2022 کو فوج میں نوجوانوں کی بھرتی کے واسطے ''اگنی پتھ اسکیم'' کو منظوری دی ہے۔ اس پر ملک بھر میں احتجاج ومظاہرے ہو رہے ہیں۔ ہر جگہ توڑ پھوڑ ہو رہی ہے۔ جابجا روڈ جام کیا جا رہا ہے۔ مظاہرین ریلوے ٹریک پر بیٹھ کر ٹرینوں کی آمد ورفت کا راستہ روک رہے ہیں۔ آتش زنی اور پتھر بازی بھی ہو رہی ہے، ٹرینوں میں بھی آگ لگائی جا رہی ہے، پولیس والے بھی پتھر سے زخمی ہو رہے ہیں، لیکن کہیں گولیاں چلا کر مظاہرین کو ہلاک نہیں کیا گیا۔ کسی کا گھر بلڈوزر سے مسمار نہیں کیا گیا۔ جب کہ گزشتہ جمعہ 10: جون 2022 کو مسلمانوں نے تحفظ ناموس رسالت علیٰ صاحبہا التحیۃ والثنا کے واسطے جلوس نکالا اور مظاہرہ کیا تو گولیاں بھی چلیں، ہلاکتیں بھی ہوئیں، گھروں کو بلڈوزر سے منہدم بھی کیا گیا، مظاہرین پر مقدمات بھی ہوئے، پولیس اسٹیشنوں میں انہیں بے رحمی کے ساتھ زدوکوب بھی کیا گیا، مظاہرین کو دنگائی بھی کہا گیا، تحقیقات کے نام پر نوجوانوں کو پولیس حراست میں بھی لیا جا رہا ہے۔ ابھی اس پر کاروائی جاری ہے۔ مسلمانوں کے مطالبات تسلیم نہیں کیے گئے۔ محض نقصانات سے ہمیں دوچار ہونا پڑا۔ ایسی صورت میں بھارت میں مسلمانوں کو سڑک پر اترنے کی شرعی اجازت نہیں ہوسکتی۔ ہمیں نتیجہ خیز راہوں کی تلاش کرنی ہوگی۔ فتاویٰ رضویہ سے ایک سوال وجواب مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ: از چکل ضلع بلڈانہ برار، مسئولہ: محمد شیر نوار خاں صاحب ۲۰ر رمضان ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین وہادیان مبین ومفتیانِ شرع متین اس باب میں کہ ان دنوں جب کہ دول یورپ نصاریٰ نے سلطنت حضرت سلطان روم خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ کے بیش تر حصہ مملکت ودار الخلافہ پر تسلط اور جزیرۃ العرب واماکن مقدسہ پر بھی براہِ راست وبالواسطہ تسلط واقتدار جمالیا ہے، کیا ان حالات میں مسلمانانِ ہند کے لیے ضروری ہے یا نہیں کہ ایسا کوئی طرزِ عمل متفق طور پر اختیار کریں جو غاصبان سلطنت اسلام واماکن مقدسہ کو عاجز کرنے والا اور نقصان پہنچانے والا اور جس کا اثر سلطنت اسلام واماکنِ مقدسہ کی حفاظت کے لیے مدافعانہ پہلو لئے ہوئے ہو: بینوا توجروا۔

برا کہنے سے منع فرمایا گیا ہے، لہٰذا ان کے معبودوں کو برا نہ کہا جائے، نیز معبودان باطل کے ناموں کے ساتھ کوئی تعظیمی لفظ ہرگز استعمال نہ کریں۔ معبودان باطل کی تعظیم کفر ہے۔ بصورت دیگر نام ہی نہ لیں، مثلاً اس طرح کہہ دیں کہ: ''رامائن سے ثابت ہے کہ تمہارے ایودھیا والے بھگوان کی شادی چھ سال کی عمر والی بچی سے ہوئی تھی''۔ اسلوب بیان بالکل سادہ ہو۔ جس کتاب کے حوالے سے الزامی جواب دینا ہو، اس کتاب کا نام پہلے ذکر کیا جائے، نیز وہ کتاب بھی اس کے دھرم میں قابل اعتبار ہو۔

4-تحریک آزادی کے عہد میں دیوبندی جمعیۃ العلما قوم ہنود کے مفادات کے لیے مسلسل کام کرتی رہی ہے۔ اگر دیابنہ، وہابیہ سوجھ بوجھ سے کام لیتے تو بھارت کی تقسیم نہیں ہوتی، بلکہ حکومت میں حصہ داری ملتی۔ مسلم لیڈران حکومت میں حصہ کے طلبگار تھے۔ نہرو رپورٹ دسمبر 1928 اور سائمن کمیشن کی تفصیلات دیکھیں۔

چوں کہ بھارت کے اہل تعصب ملک کو ہندو راشٹر بنانے کے خواہش مند ہیں، پس دیوبندی جمعیۃ العلما اس میں اپنا بھرپور تعاون دے گی۔ مسلمانوں کو سڑکوں پر اتارے گی اور مسلمانوں کی کمر توڑنے کے حیلے اپنائے گی۔ یہ لوگ تحریک آزادی کے عہد میں بھی مسلمانوں کو بھارت سے ہجرت کرنے، انگریزوں سے جہاد کرنے، حکومتی ملازمت وامداد ترک کرنے کے لیے ورغلاتے رہے ہیں، یعنی وہ حربے استعمال کیے جاتے رہے ہیں جن سے مسلمان تباہ وبرباد ہوں اور ہندو مفادات کو تحفظ حاصل ہو۔ اسی طرح وہابیوں دیوبندیوں کی مشترکہ تنظیم جمعیت علمائے ہند نے اپنا شاطرانہ اور غدارانہ کردار بابری مسجد کے مقدمہ میں بھی ادا کیا۔ بظاہر یہ دیوبندی تنظیم بابری مسجد کا مقدمہ سپریم کورٹ میں لڑتی رہی مگر اندرون خانہ اس نے حکومت کے دباؤ میں آکر آر ایس ایس سے بابری مسجد کا سودا کرڈالا اور بابری مسجد کا مقدمہ ہار کر اپنے آپ کو اور تبلیغی جماعت کو نیز دار العلوم دیوبند کو ای ڈی، سی بی آئی اور دیگر خفیہ ایجنسیوں کی جانچ سے بچالیا۔ اس لیے مسلمانوں کے ساتھ اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے اس میں ہرگز ہرگز وہابیوں اور دیوبندیوں کے ساتھ اشتراک عمل نہ کیا جائے اور نہ ہی ان کی لچھے دار باتوں میں پھنسا جائے بلکہ جو کچھ بھی کریں اہل سنت متفقہ طور پر اتحاد کے ساتھ کریں۔ اہل سنت و جماعت کو مسلمانوں کے مسائل کے سلسلہ میں سپریم کورٹ کے اندر اپنے وکیلوں کی ایک مضبوط جماعت ہروقت تیار رکھنے کی ضرورت ہے۔ ظاہری بات ہے کہ یہ کام بنا پیسے کے نہیں ہونے والا اس لیے اس کام کے لیے سنی سرمایہ دار آگے آئیں اور ایک مضبوط کمیٹی تشکیل دیں جس کی مالی سرپرستی سنی سرمایہ دار حضرات کریں اور عملی سرپرستی اہل خانقاہ، مذہبی قائدین اور دیانت دار و مخلص علمائے ربانیین اپنے کاندھوں پر لیں۔ بے ہنگم اور بے قیادت مظاہروں کے بجائے کورٹ کچہریوں میں اگر ہم نے سنجیدگی کے ساتھ ایک مضبوط محاذ قائم کردیا تو کافی حد تک ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبک دوش ہو سکتے ہیں۔ آج ہر بڑے معاملے میں جمعیت علمائے ہند کورٹ کچہری چلی جاتی ہے اور پھر میڈیا میں اسی کا نام سامنے آتا ہے جس کا ذہنی طور پر بہت غلط اثر ہماری سنی عوام پر پڑ رہا ہے اور وہ اپنے قائدین، اپنے پیروں، اپنی خانقاہوں اور اپنے سنی مراکز وعلما سے دور ونفور اور بدظن ہوتے جارہے ہیں۔ نیز جمعیت علمائے ہند کے مداح بنتے جارہے ہیں تو مستقبل میں اہل سنت و جماعت کے لیے نہایت ہی مضر ثابت ہوگا۔ اس لیے بروقت اس کی تیاری کرلیں اور عام سنیوں کو ایک مضبوط پلیٹ فارم دے دیں۔

علامہ غلام علی آزاد بلگرامی کا ذکرِ جمیل

نگارشاتِ حسان الہند اسلامی تاریخِ ہند کا شفاف آئینہ

از۔ مولانا غلام مصطفیٰ رضوی، نوری مشن مالیگاؤں

ہندوستان کی تاریخ میں اپنے تحقیقی، فکری، روحانی، تاریخی اور ادبی کارہائے علمیہ کے اعتبار سے حسان الہند علامہ میر سید غلام علی آزاد بلگرامی (متوفی ۲۴/ ذی قعدہ ۱۲۰۰ھ/ ۱۵/ ستمبر ۱۷۸۶ء) کا اسمِ گرامی ممتاز حیثیت کا حامل ہے۔ آپ ساداتِ بلگرام شریف کے فردِ فرید ہیں۔ ساداتِ مارہرہ مطہرہ کا شجرۂ نسب بھی ساداتِ بلگرام شریف سے ملتا ہے۔ گویا مارہرہ مطہرہ و بلگرام شریف دونوں ہی نسبتوں کی آماج گاہ اور برکتوں کی جلوہ گاہ ہیں۔

☆ حسان الہند علامہ میر سید غلام علی آزاد چشتی بلگرامی علیہ الرحمہ بارہویں صدی ہجری کے عظیم مؤرخ، محدث، عالم، شاعر اور سیاح ہیں۔ آپ نواب ناصر جنگ والی حیدر آباد کے استاذ ہیں۔

☆ بچپن ہی میں آپ کو خواب میں جلوۂ حبیب اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور پھر تسکینِ قلب کے لیے زیارتِ حرمَین طیبَین کی جانب تنِ تنہا پروانہ وار نکل پڑے۔ اس کا تذکرہ اپنی تصنیف ''مآثر الکرام تاریخ بلگرام'' میں خود فرمایا ہے۔

☆ شہرِ محبت مدینہ مقدسہ میں شیخ محمد حیات سندھی مدنی سے علمِ حدیث کا درس لیا۔

☆ فریضۂ حج ادا کیا اور کئی ماہ مکۂ مکرمہ میں قیام کیا، مقاماتِ مقدسہ اور اسلامی آثار کی زیارت سے شرف یاب ہوئے۔

☆ علامہ آزاد بلگرامی ایک عظیم شاعر بھی تھے۔ آپ کی شاعری کو ہندوستانی عربی ادب کا شاہکار کہا گیا ہے بلکہ شعری و ادبی فہم و بصیرت اور تعمق و مہارت پر اہلِ عرب نے مقالات قلم بند کیے ہیں۔

☆ آپ کے عربی اشعار کی تعداد محققین نے سترہ ہزار کے قریب شمار کی ہے، جو عربی ادب کی فنی لطافتوں اور صوفیانہ نغمگی سے پُر ہے۔ یوں ہی آپ کی نعتوں میں بوصیری و سعدی اور جامی کا رنگ و آہنگ جھلکتا ہے، کیف و سرور اور فرحت و انبساط حاصل ہوتا ہے۔ بزمِ حیات میں محبت کی کرنیں پھیل جاتی ہیں۔

علامہ آزاد بلگرامی کی شاعری کا موضوع مدحتِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لیے انہیں ''حسان الہند'' جیسے باوقار اور عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

☆ علامہ آزاد بلگرامی نے اپنی شاعری میں جا بجا حب الوطنی کا اظہار کیا ہے۔ طبعاً ہندی تھے فطرتاً عربی۔ جس کا اظہار اشعار میں خوب ہوتا ہے۔

☆ آپ نے سب سے پہلے اپنی نظم و نثر میں عظمتِ ہند کے نغمے گنگنائے ہیں۔ بلکہ ہند کی افادیت و اسلام سے رشتوں کی فصلیں اُگائی ہیں۔

☆ آپ کی تصانیف کے نام اس طرح ہیں:

(۱) سبحۃ المرجان فی آثارِ ہندوستان (اس کا ایک ایڈیشن مصر سے مطبوع ہے)۔

(۲) مآثر الکرام۔

(۳) شمامۃ العنبر ماورد فی الہند من سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم۔

(شمامۃ العنبر کی اشاعت مع ترجمہ وتحقیق ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی نے دارالعلوم جائس سے کی ہے)۔

(۴) بریلی شریف سے مآثر الکرام کی اشاعت عمل میں آئی ہے۔

(۵) مالیگاؤں سے ''روضۃ الاولیاء'' کی اشاعت سُنّی جمعیۃ العلماء کے زیر اہتمام ہوئی۔

☆ آپ کے عربی شعری دیوان سے متعلق ڈاکٹر سید علیم اشرف جائسی (پروفیسر مولانا آزاد نیشنل اردو یونی ورسٹی حیدرآباد) نے نشان دہی کی ہے کہ آپ کے صرف چار دیوان مطبوعہ ہیں۔

☆ قائد اہلسنّت علامہ ارشدالقادری کے فرزند مولانا ڈاکٹر غلام زرقانی (مقیم امریکہ) نے آپ کی عربی نگارشات پر مقالۂ تحقیق قلم بند کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

☆ علامہ آزاد بلگرامی نے بحیثیت شاعر وادیب اور سیاح ومؤرخ اپنی علمی یادگاریں چھوڑی ہیں۔

☆ بحیثیت محدث آپ نے بخاری شریف کی کتاب الزکاۃ تک کی شرح تحریر کی۔

☆ آپ نے عربی وفارسی میں سیرت اور ہندوستان کی اسلامی تاریخ سے متعلق متعدد کتابیں تحریر فرمائیں جن سے آپ کی مؤرخانہ ومحققانہ شان وعظمت اجاگر ہوتی ہے۔ بلکہ اسی سبب مؤرخ ہندی کہے جاتے ہیں۔ اولیاے ہند، سلاطین ہند اور رجال اسلام کی تاریخ قلم بند کی۔

☆ آج بھی علمی وادبی تحریروں میں آپ کی تحقیق کو قولِ فیصل مانا جاتا ہے۔ بڑے بڑے مؤرخین آپ کی کتابوں کے حوالے نقل کرتے ہیں۔

☆ علامہ آزاد بلگرامی ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے مگر بنیادی طور پر وہ ایک صوفیِ باصفا تھے۔ صاحب دل اور سرمد تھے۔

☆ علامہ آزاد بلگرامی نے زندگی کے آخری ایام گوشہ نشینی میں گزارے۔ مدینۃ الاولیاء خلدآباد میں خلیفۂ محبوب الٰہی حضرت امیر علاء سجزی رحمۃ اللہ علیہ (جامع ملفوظاتِ محبوب الٰہی ''فوائد الفواد'') کے مزار مبارک کے پہلو میں ایک قطعۂ آراضی خریدا، اس کا نام ''عاقبت خانہ'' رکھا۔ وصال سے کچھ دنوں قبل دکن کے صوفیا اور فقرا کی دعوت کی اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔

☆ ۲۴/ ذی قعدہ ۱۲۰۰ھ میں علم وفن کا یہ ماہ تاب اپنے کمالات کی تمام تر رعنائیاں بکھیر کر وصال کی لذت سے سرشار ہو گیا۔ آپ کا عرس ہر سال خلدآباد میں منایا جاتا ہے۔

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت نے ''فتاویٰ رضویہ'' میں آپ کا حوالہ ذکر فرمایا ہے۔ اسی نسبت سے مضمون کا اختتام اعلیٰ حضرت کے اس شعر پر کرتا ہوں:

آسماں عینک لگا کر مہر و ماہ کی دیکھ لے
جلوۂ انوار حق ہے صبح و شام بلگرام

اپیل

ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے جملہ ممبران سے گزارش ہے کہ اپنی ممبری فیس وقت پر جمع کروا کر اس کے اشاعتی کام میں تعاون فرمائیں۔

حجاب حُسن بھی اور وقار بھی

تحریر: حافظ محمد ہاشم قادری مصباحی جمشید پور

ہمارا ملک ہندوستان اس وقت کئی طرح کے مسائل سے دو چار ہے، کرونا وائرس اور اومیکرون نے ملک کی معیشت کا تیا پانچہ کر دیا ہے، پھر نوٹ بندی، جی ایس ٹی مڈل کلاس اور غریبوں کی سانسیں پھلا رہی ہیں بلکہ بند ہی کر دی ہیں۔ اور پھر سخت گیر عناصر والی جماعتوں آر ایس ایس، بجرنگ دل، ہندو واہنی، وشو ہندو پریشد نے اور اِن کے زیر اثر چلنے والی حکومتوں نے اپنے نئے نئے حربوں سے غریبوں دلتوں اور خاص کر مسلمانوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے، نوجوانوں کو بے روزگاری نے بدحال کر دیا ہے۔

ٹکرا رہی ہیں تیز ہوائیں چٹان سے
باہر نہ جاؤ اپنے شکستہ مکان سے

پریشان کسان، پریشان مزدور، پریشان نوجوان بدحال بے روزگار کہاں جائیں میرا گھر میرا ملک یہی ہندوستان ہی تو ہے جائیں تو جائیں کہاں؟ سخت گیر جماعتوں کے زیر اثر چل رہی حکومتیں اور ان کے ذمے دار خود تو خوب مزے اور گل چھرے اُڑا رہی ہیں ان کے سپوٹر بھی مزے اُڑا رہے ہیں، اُن کے چہیتے آئی ٹی سیل میں بھرتی نوجوان بڑی بڑی تنخواہیں اُٹھا رہے ہیں، جس چیز کی انہیں تنخواہ مل رہی ہے کہ کسی بھی حکومت مخالف کو سکون سے جینے نہ دو وہ کام وہ بخوبی کر رہے ہیں۔ حکومت کی پالیسی کی کسی نے مخالفت کی یا آواز اُٹھائی یا اپنی جائز مانگ مانگی کہ بچیوں کو پریشان کیا جا رہا ہے، نوجوان بے روزگاری کا شکار ہیں، ملک کی معاشی حالت خراب ہو رہی ہے وغیرہ وغیرہ ویسے ہی یہ میڈیا سیل میں تعینات بھاجپا گورنمنٹ دم چھلے ایسے لوگوں کے خلاف محاذ کھول دیتے ہیں۔ اس حکومت کی ہر پالیسی کی تعریف میں گودی میڈیا ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتی ہے۔ نئے نئے جھگڑے شروع کرنا بی جے پی حکومتوں کا مشغلہ بن گیا ہے اور ہو کیوں نہ کہ حکومت کے سامنے بے شمار مسائل ہیں۔ بے روزگاری میں اُلجھی ہوئی یہ گورنمنٹ کیا کرے؟ اس لیے نئے نئے ایشو کو کھڑا کرنا ہی ان کے لیے راحت کا سبب ہے۔

حجاب سے روکنا شخصی آزادی میں مداخلت: مذہبی ہم آہنگی اس ملک کی پہچان ہے، لیکن افسوس کہ پورے ملک میں قومی اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اسکولوں کالجوں میں مسلم طالبات کو حجاب (پردہ) کرنے سے روکا جا رہا ہے۔ یہ اِنتہائی شرمناک ہے، یہ مسئلہ مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ شخصی آزادی کے دائرے میں آتا ہے۔ ہندوستان سیکولر ملک ہے لیکن افسوس اب بہت کچھ بدل گیا ہے۔ جو کچھ باقی ہے وہ بھی اب موہوم (خیالی، تصوراتی، فرضی) اُمید رہ گئی ہے۔ الہٰ آباد کے کمبھ میلے میں ناگا باباؤں کو کھلے عام گھومتے پھرتے اور ننگے نہاتے دیکھا جا سکتا ہے۔ اُن کو سیکورٹی فراہم کی جاتی ہے۔ دھرم کے نام پر کیا نہیں کیا جاتا کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں کیوں؟ اس لیے کہ ہندوستان کے آئین نے ہر مذہب والے کو اُس کے مذہب کے حساب سے آزادی دی ہے۔ جو بچیاں حجاب پہن کر پڑھنا چاہتی ہیں انہیں ان کے مذہب کے

حساب سے پڑھنے لکھنے نہیں دیا جارہا ہے ایسا کیوں؟
حجاب (پردہ) سے اُس کو تکلیف ہوسکتی ہے جس کے گھر کی عورتیں اپنے بدن، اپنے اعضاء کی نمائش کرتی ہوں یا اُس گھر کے مرد، عورتوں کے اعضاء کی نمائش کو دیکھنے کا شوق رکھتے ہوں۔ عورتیں پردہ میں اچھی لگتی ہیں۔ کسی کے لباس سے اگر آپ کو تکلیف ہے تو یقین مانیئے آپ انسان ہو ہی نہیں سکتے۔

سینکڑوں گیدڑوں پر ایک شیرنی بھاری ہے: کرناٹک میں اس مسئلہ حجاب کو بے ہنگم طریقہ سے اٹھایا گیا جو دیکھتے ہی دیکھتے ملک کے کئی حصوں میں پھیل گیا۔ کرناٹک مسئلہ حجاب کو لے کر اُبل رہا تھا۔ حجاب تنازعہ نے ایک بار پھر شاہین باغ کی یاد دلا دی، حسب معمول اعلیٰ قیادت کی طرف سے مذمتی بیان جاری کر دیا گیا، مسلم پرسنل لا بورڈ نے تو حد ہی کر دی کہ خالص مذہبی شرعی مسئلہ پر لب کشائی میں مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے جو خیر سے بورڈ ترجمان بھی ہیں بیان دینے میں اتنی تاخیر کر دی کہ لوگ حیرت میں ہیں کہ بورڈ آج کل معطل ہو کر کیسے رہ گیا۔ کیا یہ بھی اب حکومت کے زیر اثر کام کرنے لگا ہے؟ مسلم لڑکیاں آئینی حق کی بازیابی کے لیے قانونی دائرہ میں جدوجہد کر رہی ہیں، دھرنا مظاہرہ کے ساتھ ساتھ قانونی لڑائی بھی لڑ رہی ہیں۔ اس سے حجاب والے معاملے کی سنگینی کا اندازہ ہونا چاہیئے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ان حجاب والی بچیوں کے ساتھ ہر طرح کی زیادتی کی گئی مگر لاکھ کوششوں کے باوجود بچیاں مشتعل نہیں ہوئیں اور نہ ہی قانون اپنے ہاتھوں میں لیا۔

اللہ اکبر! مُسکان خان: کرناٹک کی ایک باحجاب اسکول میں پڑھنے والی بچی مسکان خان کے حوصلے نے اُمّتِ مُسلمہ کا سر فخر سے اونچا کر دیا۔ سوشل میڈیا پر تصویر وائرل ہو رہی تھی جس میں بھگوا بریگیڈ ایک باحجاب لڑکی کو دیکھ کر جے شری رام جے شری رام کے نعرے لگا رہے ہیں۔ اس کو زچ (شہ مات، شکست) دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مگر قربان جایئے اس ''مُسکان خان'' نامی بچی پر کہ وہ نہ تو ذرہ برابر گھبرائی اور نہ ہی ان سے خوفزدہ ہوئی بلکہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بہادری کے ساتھ اس نے اللہ اکبر اللہ اکبر کا نعرہ ہاتھ بلند کر کے پُرزور بلند آواز میں لگایا اور اپنے کلاس میں چلی گئی۔ ''مُسکان خان'' جیسی بہادر لڑکی کی ہمت کو ہزار بار سلام پیش کرتا ہوں۔ ہمارے وزیر اعظم مسٹر مودی اس تنازعہ کے دوران پارلیمنٹ میں دو بار بول چکے ہیں لیکن ایک لفظ بھی ایک بار بھی وہ پارلیمنٹ میں نہیں بولے، ان کی خاموشی کیا کہتی ہے؟ کیا یہی بیٹی بچاؤ بیٹی پڑھاؤ ہے؟

اسلام اور احترام خواتین: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی''۔

مرد عورت کے مجموعے کا نام انسان ہے۔ عورت اور مرد، نوع انسانی کے دو اہم جز ہیں۔ عورت کے بغیر انسانیت کی تکمیل نہیں ہوتی ہے۔ عورت اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر دل کشی، دل رُبائی، شیرینی اور حلاوت کا جمال رکھا ہے۔ اسلام نے عورت کو اس قدر عزت واہمیت دی کی قرآن کی ایک عظیم سورۃ کا نام سورۃ النساء ہے۔ پھر ایک سورۃ کا نام سورۂ مریم ہے۔

سورۂ نحل میں وارد ارشاد ربانی کا مفہوم ہے: ''جو بھی نیک عمل کرے گا خواہ مرد ہو یا عورت، وہ مومن ہو تو ہم اس کو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے اور ہم ان کے عمل کا ان کو بہترین بدلہ دیں گے۔

لفظ حجاب (عربی) اور لفظ پردہ (فارسی) زبان سے تعلق رکھتے ہیں اور تقریباً ہم معنی ہیں۔ان جیسے کئی اور الفاظ بھی مثلاً برقع، گھونگھٹ، پردہ، آڑ، حیا شرم، نقاب اور حجاب لغت میں ملتے ہیں۔خواتین کے لئے لفظِ پردہ غیر محرم مردوں سے اپنے جسم کو چھپانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تاکہ وہ مرد کے شیطانی اوہام سے محفوظ رہیں اور ان سے عورتوں کی عزت وعصمت محفوظ رہے۔

لفظِ حجاب قرآن کریم میں سات بار وارد ہوا اور سورۂ احزاب،33: آیت 59 میں ہے:

''اے نبی اپنی بیبیوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے''۔

اللہ کے حبیب ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ:

''اپنی ازاوج مطہرات، اپنی صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادیں کہ جب گھر سے باہر نکلنا پڑے تو وہ اپنی چادروں کا حصہ اپنے منہ پر ڈال کر رکھیں اور اپنے سر اور چہرے کو چھپائیں۔''

مذہب اسلام میں قرآن کریم میں جگہ جگہ پردہ کی آیتیں موجود ہیں۔ یہ مسلمانوں کا مذہبی معاملہ ہے اور ہندوستان کے آئین نے بھی مسلمانوں کو یہ آزادی دی ہے۔ پھر یہ بکھیڑا کیوں کیا جارہا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب تسلسل کے ساتھ جو کچھ بھی ہورہا ہے اس کا مقصد مسلمانوں کو ہراساں کرنا اور ان سے بدلہ لینا ہے۔ مسلمان چونکہ اس پارٹی کو ووٹ نہیں دیتا اس وجہ سے انہیں نہ تو مسلمانوں کے ناراض ہونے کا اندیشہ ہے اور نہ ہی اس کی کوئی فکر۔ ایسا بھی نہیں ہے کہ یہ سلسلہ صرف حجاب یا اذان وغیرہ پر جاکر رک جائے گا بلکہ مسلمانوں کی مذہبی اور ثقافتی شناخت سے متعلق جتنی بھی چیزیں ہیں ان کی ان کے پاس ایک لمبی فہرست ہے جس پر یہ حملہ آور ہوتے رہیں گے۔ اس سے ان کے دو فائدے ہوتے ہیں ایک تو مسلمانوں سے سیاسی انتقام کی تکمیل اور دوسرا اپنے ووٹروں کو قلبی تسکین اور ذہنی سکون پہنچانا کہ مسلمان اب ہماری پارٹی کی حکومت میں پریشان ہے، مجبور ہے اور اس کی مذہبی شناخت پر حملے کیئے جارہے ہیں۔

مسلمانوں کو آج کے دور میں نہایت ہوش مندی کا مظاہرہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا فریق مخالف ہمارے ہر عائلی اور مذہبی مسئلہ پر قانون کا سہارا لے کر حملہ آور ہورہا ہے تو ہمیں بھی مناظرے اور جلسے میں اپنی قابلیت کے جلوے بکھیرنے کے بجائے لمبی قانونی لڑائی کے لیے تیاری کرنا چاہیئے۔ ہم اپنی محفلوں اور جلسوں میں بلند و بالا آواز اور بہترین دلائل کے ساتھ کریں اپنے مسائل پر تقریریں جھاڑ کر نعرے لگوا کر خوش ہوجاتے ہیں مگر ہمارے مخالف نے اس وقت جو حربے استعمال کیے ہیں ظاہر سی بات ہے کہ ہمارے جلسوں میں کی گئیں یہ باتیں ان کا مقابل نہیں ہوسکتیں۔ ان کا مقابلہ کرنا ہے تو کورٹ کچہری کے میدان میں تیاری کرنا ہوگی۔ ہمارا بھی عجب حال ہے کہ ابھی جلسوں کا اعلان کردیں تو آناً فاناً میں لاکھوں لاکھ اکٹھا کرلیتے ہیں مگر پے در پے کئی مسائل میں کورٹ کچہریوں میں شکست کھانے کے بعد بھی ہم کورٹ کچہری کے میدان میں کچھ بھی کرنے کو تیار نہیں۔ ایسی حالت میں ہمیں شکوہ کرنے اور گھڑیالی آنسو بہانے کا بھی کوئی اختیار نہیں۔ اللہ سمجھ عطا فرمائے۔

سِنیما کے بہانے تاریخ گری کی ناپاک مہم

از۔مولانا غلام مصطفےٰ نعیمی، روشن مستقبل دہلی

پچھلے کچھ وقت سے بھارتی سنیما نئی تاریخ گڑھنے کی مہم میں لگا ہوا ہے۔تاریخ گری کی اس مہم کا مقصد مسلم بادشاہوں کے سہارے اسلامی تہذیب وثقافت کو داغ دار اور گھناؤنا ثابت کرنا ہے تاکہ موجودہ نسل کو یہ سمجھانے میں آسانی ہو کہ مسلمان مذہبی اعتبار سے ہی خوں خوار، بے رحم، موقع پرست، ظالم اور بدکردار ہوتے ہیں۔آج ریلیز ہونے والی فلم ''سمراٹ پرتھوی راج'' بھی اسی سلسلے کی تازہ کڑی ہے۔

میڈیائی رپورٹ کے مطابق یہ فلم ''پرتھوی راج راسو'' نامی اس کتاب پر مشتمل ہے جسے پرتھوی راج چوہان کے درباری شاعر ''چند بَردائی'' نے لکھا تھا۔اسی کتاب کو بنیاد بنا کر پرتھوی راج چوہان کی زندگی کو سنیمائی پردے پر اتارا جارہا ہے۔سابقہ فلموں کے پیش نظر یقین کامل ہے کہ اس فلم میں بھی مسلمانوں کی کردارکشی میں کوئی کمی باقی نہیں رکھی گئی ہوگی۔

پرتھوی راج راسو کیا ہے؟: ہندی ادب کے مطابق ''راسو'' ایک صنف سخن ہے۔جس میں شاعر اپنے ممدوح کی بہادری، خوب صورتی اور کردار کی عظمت بیان کرتا ہے۔راسو میں خصوصیت کے ساتھ دو چیزوں کا بیان ہوتا ہے، اول بہادری، دوم حسن وجمال۔ہندو مؤرخین کے نزدیک راسو صنف سخن تاریخی اعتبار سے مشکوک اور اس میں درج نصف حقائق سچائی سے پرے ہوتے ہیں۔شاعر محض اپنی عقیدت کی بنا پر اپنے ممدوح سے بہت سارے واقعات منسوب کردیتا ہے۔

پرتھوی راج راسو بھی اسی صنف سخن کی ایک ضخیم کتاب ہے جس میں کل 2500 صفحات ہیں۔یہ کتاب پرتھوی راج کے درباری شاعر چند بَردائی سے منسوب ہے۔کتاب میں 69 ابواب ہیں۔کتاب کی تکمیل چند بَردائی کے بیٹے ''جلہاڈ'' نے کی تھی۔کتاب کی اصل زبان کے بارے میں ہندو مؤرخین کے درمیان شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔ہندو مؤرخین کے نزدیک پرتھوی راج راسو کی تصنیف 13 ویں صدی میں ہوئی اس زمانے میں ہندی زبان کا وجود آج کی طرح نہیں تھا۔اس زمانے میں سنسکرت، پراکرت اور اَپ بھرش نامی زبانیں رائج تھیں۔لیکن راسو ان رائج زبانوں میں سے کسی ایک زبان میں نہیں ہے۔اس کتاب میں مختلف زبانوں کے الفاظ دکھتے ہیں۔بعض مؤرخین اسے برج بھاشا کا ابتدائی روپ اور جَین مُنی ''جِن وِجے'' اسے اَپ بھرش زبان مانتے ہیں۔ڈاکٹر دشرتھ جیسے کچھ مؤرخین کا ماننا ہے کہ راسو کی اصل زبان ڈِنگلی (قدیم راجستھانی زبان) ہے۔جبکہ پنڈت رام چندر شکل، ڈاکٹر شیام سندر داس، ڈاکٹر اُدے نارائن تواری جیسے محققین کے نزدیک راسو کی اصل زبان نہ تو قدیم ہندی ہے، نہ اَپ بھرش، نہ ڈِنگل بلکہ اس کی اصل زبان ''پِنگل'' ہے جو برج بھاشا کی ابتدائی شکل تھی۔

کچھ غلط حقائق کی نشان دہی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ پرتھوی راج راسو، ''راسو کاویہ'' صنف سخن کی کتاب ہے۔جس کی معتبریت ہمیشہ مشکوک رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سارے ہندو مؤرخین نے پرتھوی راج راسو کو غیر مستند کتاب قرار دیا ہے۔ان مؤرخین میں گوری شنکر اوجھا، کوی راج مُراری دان، شیامل دان، مُنشی دیوی پرساد، آچاریہ رام چندر شُکل، ڈاکٹر وولر، موتی لال منیریا، ہزاری پرساد دِویدی، اگرچند ناہٹا، منی جِن وِجے اور سُنیت کمار چٹرجی جیسے محققین شامل ہیں۔جن کے نزدیک اس کتاب میں درج سارے حقائق یا نصف حقائق خلاف واقع اور فرضی ہیں۔چوہان کی بہادری بیان کرنے میں ایسے واقعات کثرت سے بیان کیے گئے ہیں جن کا تاریخ سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔اس کذب بیانی کو افسانہ کہیں یا شاعر کی عقیدت، مگر قصیدہ خوانی کی اس دُھن میں نہایت بے رحمی سے حقائق کا خون کیا گیا ہے۔ذیل میں ہم ان چند حقائق کی نشان دہی کرتے ہیں جو پرتھوی راج راسو میں درج کیے گیے ہیں:

☆ راسو کے مطابق شہاب الدین غوری اور پرتھوی راج کے درمیان چار جنگیں ہوئیں۔جب کہ مؤرخین کے نزدیک ان کے درمیان صرف دو جنگیں ہوئیں۔ایک 1191ء میں جب کہ دوسری جنگ 1192ء میں ہوئی۔بعض جوشیلے مؤرخین تو غوری اور چوہان کے درمیان 17 جنگوں کا قول بھی کرتے ہیں حالانکہ اگر ان سے ثابت کرنے کو کہا جائے تو بغلیں جھانکنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوگا کیوں کہ ہندو مؤرخین کے مطابق بھی پرتھوی راج کا اصل زمانہ حکومت 1180ء سے 1192ء پر مشتمل ہے،یعنی کل 12 سال۔اب اگر غوری اور چوہان کے درمیان ہر سال ایک جنگ مانی جائے تو 17 سال کا زمانہ 1197 میں جا کر پورا ہوتا ہے،یعنی پرتھوی راج کی موت کے پانچ سال بعد تک۔اب کون سمجھ دار اس بات کو تسلیم کرے گا کہ ایک شخص اپنی موت کے پانچ سال بھی جنگ میں برسرِ پیکار تھا؟

☆ پرتھوی راج چوہان اور راجہ جے چند کے درمیان کسی جنگ کا کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے جب کہ راسو میں دونوں کے درمیان جنگ بتائی گئی ہے۔

☆ راسو کے مطابق شہاب الدین غوری پرتھوی راج چوہان کو قید کر کے غزنی لے گیا تھا۔حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے،تقریباً تمام ہی مؤرخین کے نزدیک پرتھوی راج چوہان کبھی غزنی نہیں گیا۔

☆ راسو کے مطابق شہاب الدین غوری کی موت پرتھوی راج کے ہاتھوں اس وقت ہوئی جب غوری چوہان کو غزنی لے گیا۔غزنی پہنچ کر چوہان کو اندھا کر دیا گیا لیکن چوہان نے آواز سن کر نشانے لگانے کی مہارت کا استعمال کرتے ہوئے بھرے دربار میں شہاب الدین غوری کو مار گرایا۔

☆ راسو کے مطابق پرتھوی راج کی موت اسی کے درباری شاعر چند بَردائی کے ہاتھوں ہوئی، اور چند بَردائی بھی پرتھوی راج کے ہاتھوں مارا گیا۔حالانکہ تاریخ اس کے بالکل برعکس ہے۔

یہ ایسے دعوے ہیں جنھیں سنجیدہ ہندو مؤرخین نے بھی تسلیم نہیں کیا۔تاریخ کی معتبر کتب طبقات ناصری، تاریخ فرشتہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ پرتھوی راج کو دوسری جنگ ترائن میں دریائے سرس وتی کے کنارے اس وقت قتل کر دیا گیا تھا جب وہ ہزیمت کے بعد میدان جنگ سے نکلنے کی کوشش میں تھا۔

دوسرے یہ دعوے اس لیے بھی مضحکہ خیز مانے جاتے ہیں

کہ شہاب الدین غوری پرتھوی راج کی موت کے 12 سال بعد تک بھی زندہ رہے اور مختلف جنگوں میں فتوحات بھی حاصل کیں۔ یہاں یہ بات بھی دلچسپ ہے کہ کتاب مذکور کے مطابق مصنف اور پرتھوی راج ایک دوسرے کے ہاتھوں غزنی میں مارے گیے، تو دربار غوری کے حالات اور خودان کے مرنے کی داستان کس نے لکھی، جب کہ لکھنے والا خود مر چکا تھا؟

یہ وہ چند حقائق ہیں جن سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ مذکورہ کتاب شاعرانہ تخیلات اور رطب ویابس کا مجموعہ بھر ہے جس سے اپنا دل بھلے ہی خوش ہو جائے مگر تاریخ نہیں بدل سکتی۔

سنیما والے یہ سچ دکھائیں گے؟: موجودہ دور میں مسلمانوں کے خلاف ہندو عوام کو مختلف طریقوں سے ورغلایا جا رہا ہے جن میں سے ایک تعدد ازواج بھی ہے۔ تعدد ازواج کے خلاف اس لیے پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے تا کہ مسلمانوں کو عیاش، بدکردار اور عورتوں کا رَسیا ثابت کیا جا سکے۔ حالانکہ ہندو تاریخ میں بھی ایک سے زائد بیویوں کا چلن رہا ہے۔ خود پرتھوی راج چوہان کی 13 بیویاں تھیں۔ ایسے میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ مسلم بادشاہوں کی کردارکشی کرنے والے فلم ساز کیا اپنی فلم میں ہندو راجہ کی 13 بیویاں دکھائیں گے؟

پرتھوی راج چوہان کی 13 ویں بیوی ''سَنیو ِگتا'' تھی۔ جسے قنوج کے راجہ جے چند کی بیٹی بتایا جاتا ہے۔ پرتھوی راج نے ''سَنیو ِگتا'' کو شادی کے مَنڈَپ سے اس وقت اُٹھا لیا تھا جب کہ اس کے باپ نے بیٹی کی شادی کے لیے سویمبر منعقد کیا تھا۔ کیا کسی کی بیٹی کو شادی کی محفل سے اٹھا لانا اچھی روایت ہے؟

ممکن ہے کہ کوئی اس کے جواز میں یہ دلیل دے کہ ''سَنیو ِگتا'' خود پرتھوی راج سے عشق کرتی تھی، اس کے باوجود بھی یہ سوال اپنی جگہ قائم ہے کہ لڑکی کی رضامندی کے باوجود، والدین کی مرضی کے خلاف اسے گھر سے لے آنا کہاں تک درست ٹھہرایا جا سکتا ہے؟

اسے مذہبی اینگل نہیں بلکہ ایک باپ کی نگاہ سے دیکھیں کہ اس طرز عمل سے ایک باپ کی عزت وغیرت کیسے پامال ہوتی ہے۔ کیا کوئی غیرت مند باپ اسے برداشت کر سکتا ہے کہ کوئی اس کی نگاہوں کے سامنے اس کی بیٹی کو اٹھا لے جائے؟

سنیما کی روش سے پہلے ہی معاشرے میں بے حیائی، آوارگی اور جرائم کے جراثیم پھیلے ہوئے ہیں، اب تاریخ کے نام پر سنیما ملک میں بسنے والی قوموں کے درمیان اختلاف و انتشار کا ماحول بنا کر امن وامان خراب کرنا چاہتا ہے۔

گذشتہ دنوں ''کشمیر فائلز'' نامی فلم نے کس طرح امن وامان کو نقصان پہنچایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے مگر فلم ساز اپنی جیبیں بھرنے کے چکر میں مسلسل متنازع ایشوز پر فلمیں بنا رہے ہیں جس سے ایک طرف فرقہ پرست جماعتیں مسلمانوں کے خلاف فتنہ پھیلا رہی ہیں تو دوسری جانب کچھ سیاسی جماعتیں اس کا سیاسی فائدہ اٹھانے میں مست ہیں۔ اس مستم مستی میں نقصان صرف ملک اور ساتھ میں اٹھنے بیٹھنے والے ہمسایوں کو ہو رہا ہے۔ ہندو دانشوران کو چاہیے کہ وہ آگے آ کر اس روش کے خلاف کھڑے ہوں تا کہ مفاد پرست فلم سازوں اور نفرت کی کاشت کرنے والوں سے ملک کو بچایا جا سکے۔ اس کے علاوہ مسلم وکلا/ سیاست دانوں/ سوشل ورکروں کو چاہیے کہ وہ ایسے متنازع ایشوز پر بننے والی فلموں کے خلاف سینسر بورڈ اور سپریم کورٹ میں شکایت کریں۔ فلم سازوں/ ایکٹروں/ کہانی نویسوں کے خلاف مقدمات کریں تا کہ وہ مسلمانوں کی کردارکشی پر مبنی فلمیں/ ڈرامے بنانے کی سوچ بھی نہ سکیں۔

قربانی کے فضائل ومسائل

از۔مولانا افتخار احمد قادری برکاتی، کریم گنج، پورنپور

قربانی کے معنی ہیں وہ چیز جو دوری کو ختم کردے اور کسی دوسری چیز کے قریب کردے۔قربانی کو قربانی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ انسان کو اس کے مقصد کے قریب تر کردیتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیا میں جس قدر قربانی کی صورتیں پائی جاتی ہیں سب میں تقرب کے معنی ملحوظ ہیں۔قربانی کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب رونما ہوئے سب نے کسی نہ کسی شکل وصورت میں اس کی تعلیم دی۔درحقیقت مذاہبِ عالم کی تاریخ ان کے ماننے والوں کے جذبہ قربانی کی رہین منت ہے۔

مذہبِ اسلام سے پہلے قربانی کا تصور: جب ہم دنیا کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمارے اس خیال کی مزید تائید ہوتی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ایران، ہندوستان، روم، عرب، یونان، افریقہ، امریکہ میں قربانی کا عام رواج تھا- بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قربانی کی رسم کا آغاز دنیا سے رائج ہے تو غلط نہ ہوگا۔البتہ اس سلسلے میں یہ بات خاص طور سے قابلِ لحاظ ہے کہ اس خاص مسئلہ میں قوموں اور ملتوں کا اندازفکر اور ان کا زاویہ نظر ہمیشہ جداگانہ رہا ہے۔جو ان کی توہم پرستانہ ذہنیت کی پوری عکاسی کرتا ہے

قربانی کی شرعی حیثیت: مذہبِ اسلام میں قربانی ایک قابلِ فخر اور قابلِ تقلید تاریخی واقعہ کی بہترین یادگار ہے۔اس سلسلہ میں قرآن مجید نے بتایا کہ:

(ترجمہ) اے میرے رب مجھ کو ایک نیک فرزند دے تو ہم نے ان کو ایک حلیم المزاج فرزند کی بشارت دی۔تو جب وہ لڑکا اپنی عمر کو پہنچا کہ ابرہیم (علیہم الصلاۃ والسلام) کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم (علیہم الصلاۃ والسلام) نے فرمایا کہ اے برخوردار! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو بامرالٰہی ذبح کررہا ہوں، پس تم بھی سوچ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے کہ ابا جان آپ کو جو حکم ہوا آپ بلاتامل اس کو کیجئے آپ ان شاء اللہ تعالیٰ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے۔غرض دونوں نے خدا کے حکم کو تسلیم کرلیا، اور باپ نے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے کروٹ پر لٹایا (اور چاہتے تھے کہ گلا کاٹ ڈالیں) ہم نے ان کو آواز دی کہ اے ابراہیم تم نے خواب کو خوب سچ کردکھایا۔وہ وقت بھی عجیب تھا ہم مخلصین کو ایسا ہی صلہ دیا کرتے ہیں۔حقیقت میں یہ تھا بھی بڑا امتحان اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے عوض میں دیا اور ہم نے پیچھے آنے والوں میں یہ بات ان کے لئے رہنے دی کہ ابراہیم پر سلام ہو۔(مفہوم آیات قرآن)

حدیثِ پاک میں ہے کہ حضراتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہ اجمعین نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم میں سوال کیا:

کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم یہ قربانی کیا ہے؟ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔

مسائلِ قربانی: قربانی ایک مالی عبادت ہے جو مسلمان، مقیم، مالک نصاب، آزاد پر واجب ہے، جس طرح قربانی مرد پر واجب ہے۔ اسی طرح عورت پر بھی واجب ہے، مسافر پر قربانی واجب نہیں اگر نفل کے طور پر کرے تو کرسکتا ہے ثواب پائے گا۔ (درمختار وغیرہ)

مالک نصاب ہونے سے مراد اتنا مال ہونا ہے جتنا مال ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔ یعنی حاجت اصلیہ کے علاوہ دوسو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (ساڑھے سات تولہ سونے) کا مالک ہو۔ (درمختار و عالمگیری وغیرہ)

جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درہم ہو تو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے۔ (عالمگیری وغیرہ)

جس پر صدقہ فطر واجب ہو اس پر بقرعید کے دنوں میں قربانی بھی واجب ہے۔ اگر وہ صاحب نصاب نہیں اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہو تو قربانی بھی واجب نہ ہوگی تاہم اگر کوئی قربانی کرے گا تو اس کا بہت اجر ملے گا۔ مسافر، صدقہ دار اور غریب پر قربانی واجب نہیں۔

ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کے غروب آفتاب تک قربانی کا وقت ہے۔ مگر جس قدر جلدی قربانی کی جائے اسی قدر اس کا اجر زیادہ ملے گا۔ قربانی کا مالک خود اپنا جانور ذبح کرے اگر خود ذبح نہیں کرسکتا تو اپنے سامنے ذبح کرائے اور پاس کھڑا رہے۔ ذبح کرنے سے پہلے چھری کو اچھی طرح تیز کر لینا چاہیے لیکن جانور کے سامنے نہیں۔ قربانی صرف اپنی طرف سے ہی واجب ہے اولاد کی طرف سے اس پر واجب نہیں خواہ مالدار ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر کوئی اپنی اولاد یا کسی دوسرے شخص کی طرف سے قربانی کرے تو وہ قربانی نفلی ہوگی۔ اگر جانور مشترک ہے تو گوشت تول کر تقسیم کیا جائے، اٹکل سے نہ باٹیں کہ اگر کسی کو زیادہ پہنچ گیا تو دوسرے کے معاف کرنے سے بھی جائز نہ ہوگا کہ حق شرع ہے۔ (ردالمحتار، و بہار)

اگر میت کی طرف سے قربانی کی تو اس کے گوشت کا بھی یہی حکم ہے البتہ اگر میت نے کہا تھا کہ میری طرف سے قربانی کر دینا تو اس صورت میں کل گوشت صدقہ کر دے۔ قربانی اگر میت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (زیلعی، و بہار)

قربانی کرنے والا بقرعید کے دن سب سے پہلے قربانی کا گوشت کھائے یہ مستحب ہے۔ (بحرالرائق)

قربانی کا گوشت کافر کو نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں۔ چمڑا، جھول، رسی، ہار سب صدقہ کر دے، چمڑے کو خود اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے مثلاً جانماز، بچھونا وغیرہ بنا سکتا ہے لیکن بیچ کر قیمت اپنے کام میں لانا جائز نہیں، اگر بیچ دیا تو اس کی قیمت کو صدقہ کر دینا واجب ہے۔ (درمختار و ردالمحتار)

آج کل اکثر لوگ کھال دینی مدارس میں دیا کرتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر مدرسہ میں دینے کی نیت سے کھال بیچ کر اس کی قیمت مدرسے میں دے دیں تو یہ بھی جائز ہے۔ (عالمگیری و بہار)

قربانی کا گوشت یا چمڑا ذبح کرنے والے کو مزدوری میں نہیں دے سکتا۔ ہاں اگر دوستوں کی طرح ہدیۃً حصہ دیا تو دے سکتا ہے جبکہ اسے اجرت میں شمار نہ کرے۔ (ہدایہ وغیرہ)

بعض جگہ قربانی کا چمڑا مسجد کے امام صاحب کو دیتے ہیں اگر تنخواہ میں نہ دیا جائے بلکہ بطورِ مدد کے دیں تو حرج نہیں۔ (بہار شریعت)

قربانی سے متعلق چند احادیثِ مبارکہ:

قربانی حضرتِ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے، جو اس امت کے لئے باقی رکھی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کو قربانی کا حکم دیا گیا اور ارشاد فرمایا: ''فصل لربك وانحر'' اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔ اس کے متعلق چند احادیثِ مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرتِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ یوم النحر، دسویں ذی الحجہ میں ابنِ آدم کا کوئی عمل خدا کے نزدیک خون بہانے (قربانی کرنے) سے زیادہ پیارا نہیں ہے اور وہ جانور قیامت کے دن اپنے سینگ اپنے بال اور اپنے کھروں کے ساتھ آئیگا اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل خدا کے نزدیک مقام قبول میں پہنچ جاتا ہے۔ لہٰذا اس کو خوش دلی سے کرو۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر، 128)

ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ذی الحجہ کا چاند دیکھ لیا اور اس کا ارادہ قربانی کرنے کا ہے تو جب تک قربانی نہ کرے بال اور ناخن سے نہ لے (یعنی نہ ترشوائے)۔ (مشکوٰۃ شریف، صفحہ 127)

حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے راوی کہ رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم جانوروں کے کان اور آنکھیں غور سے دیکھ لیں اور اس کی قربانی نہ کریں جس کے کان کا اگلا حصہ کٹا ہو اور نہ اس کی جس کے کان کا پچھلا حصہ کٹا ہو اور نہ اس کی جس کا کان پھٹا ہو۔ یا جس کے کان میں سوراخ ہو۔
(مشکوٰۃ شریف، صفحہ نمبر، 128)

زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی: صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم یہ قربانی کیا ہے؟ فرمایا کہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ فرمایا: کہ ہر بال کے مقابل نیکی ہے۔ عرض کی اون (بھیڑ) کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کہ اون (بھیڑ) کے ہر بال کے بدلے میں نیکی ہے۔ (ابنِ ماجہ)

حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔ (ابنِ ماجہ)

قربانی کا مقصد: مذہبِ اسلام میں قربانی کا مقصد گوشت اور خون نہیں ہے بلکہ سیرت انسان کی تکمیل ہے اور اس کی قبولیت کا دارومدار تقوی و پرہیزگاری کی بنیاد پر ہے۔ اللہ رب العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

"لن ينال الله لحومها ولا دمائها ولكن يناله التقوى منكم"

ترجمہ: اللہ کے پاس نہ ان کا گوشت پہنچتا ہے نہ ان کا خون لیکن اس کے پاس تمہارا تقوی پہنچتا ہے۔

قربانی کی مقبولیت بارگاہِ خداوندی میں: حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ رب العزت کو بنی آدم کا کوئی عمل بقرعید کے دن خون بہانے سے زیادہ مقبول نہیں اور قیامت کے روز قربانی کا جانور اپنے سینگو، بالوں اور کھروں سمیت آئے گا۔ نیز حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے ہی جنابِ الٰہی میں مقبول ہو جاتا ہے۔ پس قربانی کے ساتھ اپنا دل خوش کرو۔ (ترمذی شریف)

ایک حدیثِ پاک میں ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے فاطمہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اپنی قربانی کے پاس رہو کیونکہ اس کا عوض تیرے لئے یہ ہے کہ اس کے خون سے جو اول قطرہ ٹپکے گا اس کے ساتھ تیرے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں۔ حضرتِ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم! یہ ثواب صرف ہم اہل بیت کے لئے خاص ہے یا اور سب مسلمانوں کے لئے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ہمارے اور سب مسلمانوں کے لئے۔ (ترغیب)

عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت: عشرہ ذی الحجہ کی حدیث پاک میں بڑی فضیلت آئی ہے، حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کہ کوئی دن عشرہ ذی الحجہ کے علاوہ ایسے نہیں ہیں جن میں عبادت کرنا اللہ رب العزت کو زیادہ پسند ہو۔ اس عشرہ میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور اس کی ہر رات میں جاگنا شب قدر میں جاگنے کے برابر ہے۔ (ترمذی شریف)

''درمنثور'' کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ رب العزت کے نزدیک کوئی دن عشرہ ذی الحجہ سے افضل نہیں اور نہ کسی دن میں عمل کرنا اس میں عمل کرنے سے افضل ہے۔ پس خصوصیت سے ان دنوں میں ''لا الہ الا اللہ'' اور ''اللہ اکبر'' کی کثرت رکھو کیونکہ تکبیر وتہلیل اور ذکر اللہ کے یہ دن ہیں۔

صوم عرفہ کی فضیلت: ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت ہے۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ میں اللہ رب العزت سے امید کرتا ہوں کہ عرفہ کا روزہ ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (مسلم) اور ارشاد فرمایا: کہ جس نے عرفہ کا روزہ رکھا اس کے پے در پے دو سال کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ عرفہ کا روزہ ہزاروں کے برابر ہے۔ (الترغیب)

تکبیر تشریق: تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض جماعت کے بعد با آواز بلند کہنا چاہیے۔ حضرتِ علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہ الکریم کا یہی دستور تھا۔ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضراتِ صحابہ کرام اس کی بڑی پابندی کرتے تھے۔ اس کی غیر معمولی اہمیت کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ یہ حضرتِ ابراہیم حضرتِ اسماعیل اور حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کے کلمات کا مجموعہ ہے۔ منقول ہے کہ جب حضرتِ ابراہیم علیہ السلام نے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کو زمین پر لٹا کر ان کے گلے پر چھری پھیرنے کا ارادہ کیا تو اللہ رب العزت نے حضرتِ جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جنت سے حضرتِ اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ لے کر ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں تاکہ وہ اپنے بیٹے کی جگہ اس کی قربانی کریں۔ جب حضرتِ جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو لٹا چکے ہیں اور چھری پھیرنے ہی والے ہیں تو انہوں نے باآواز بلند ''اللہ اکبر اللہ اکبر'' کہا تاکہ ان کی توجہ ادھر ہو جائے۔

ترک قربانی پر وعید: جو شخص وسعت کے باوجود قربانی نہ کرے ایسے شخص کے لئے حدیثِ پاک میں بڑی سخت وعید آئی ہے۔ جسے پڑھ کر یا سن کر ایک مسلمان کا دل لرز جاتا ہے چنانچہ حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہیں کی پس وہ ہماری عیدگاہ کے قریب میں نہ آئے دور ہی رہے۔

بیگم ایوب رضوی کا موریشس میں انتقال

از۔مولانا محمد فروغ القادری، ورلڈ اسلامک مشن، انگلینڈ

مؤرخہ ۱۲رمئی ۲۰۲۲ء بروز جمعرات (لندن ٹائم کے مطابق) دو پہر ۳ربجکر ۳۹رمنٹ پر موریشس افریقہ سے یہ افسوس ناک اطلاع وصول یاب ہوئی کہ مبلغ اسلام ،خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند حضرت مولانا محمد ایوب رضوی قادری (برادر علامہ ابراہیم خوشتر) سابق ڈائریکٹر ''سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل'' کی زوجہ محترمہ اور معروف مبلغہ بیگم ایوب رضوی صاحبہ کا ایک طویل علالت کے بعد موریشس کے شہر ''پورٹ لوئس'' میں انتقال ہو گیا۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔مولیٰ کریم مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات دینیہ کے عوض انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔آمین

جزیرۂ موریشس جیسے ملک میں کہ جہاں کی اکثریت اردو زبان وادب سے ناواقف ہے،ان کی دینی خدمات اور مذہبی جدو جہد ناقابل فراموش ہے۔خاص کر مسلک اعلیٰ حضرت کا تعارف خواتین کے حلقوں میں جس اخلاص پیشہ رنگ وآہنگ سے انہوں نے کروایا ہے اس کے لیے اہل موریشس انہیں ہمیشہ یادرکھیں گے اور بہت دیر تک ان کی پاکیزہ روح کو خراج عقیدت پیش کیا جاتا رہے گا۔

مرحومہ بیگم ایوب صاحبہ کا خاندانی تعلق حضرت دیوان آل رسول اجمیر شریف انڈیا سے تھا۔وہ آج سے کم وبیش پچاس سال قبل اپنے شوہر نامدار حضرت علامہ محمد ایوب رضوی جمال پوری علیہ الرحمہ کے ہمراہ ان کے برادر اکبر،مبلغ اسلام علامہ محمد ابراہیم خوشتر صدیقی قادری رضوی، بانی سنی رضوی سوسائٹی انٹرنیشنل کی دعوت پر موریشس تشریف لائیں اور سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے مقامی خواتین میں دینی ومسلکی کام کا آغاز کیا۔مرحومہ کو اُردو کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان وادب پر باضابطہ عبور حاصل تھا۔یہی وجہ ہے کہ انہیں خواتین کے حلقوں میں اپنے خطبات و دروس کے حوالے سے بے پناہ مقبولیت حاصل رہی اور پورے جزیرۂ موریشس سے خواتین کا پُر ہجوم مجمع ہر ہفتے ان کے درس قرآن اور دیگر پروگراموں میں حاضر رہتا۔وہ عموماً اتوار اور جمعہ کے دن عورتوں کی دینی،مذہبی اور مسلکی تربیت واصلاح کے لیے خصوصی پروگرام کا انعقاد کرتی تھیں جس میں موریشس کے متعدد خطوں سے خواتین خاص کر بزرگ خواتین کثرت کے ساتھ شرکت کرتی تھیں۔

مرحومہ مبلغ اسلام ،ذاکر رضا حضرت علامہ ابراہیم خوشتر صدیقی علیہ الرحمہ کے چھوٹے بھائی اور ان کے دست راست حضرت مولانا محمد ایوب رضوی صاحب کی اہلیہ تھیں۔جانشین علامہ خوشتر حضرت مولانا محمد مسعود اظہر صدیقی صاحب کی وہ چچی بھی تھیں اور خالہ بھی۔سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اور حضور مفتی اعظم سے انہیں گہری عقیدت تھی۔یہ انہیں بزرگوں کا فیضان تھا کہ بیگم ایوب مرحومہ نے موریشس کے مختلف علاقوں میں خواتین کی دینی تعلیم اور مسلکی اصلاح وتذکیر کے لیے کئی ایک مراکز قائم کیئے جو تاہنوز

نمایاں طور پر کام کر رہے ہیں۔

مرحومہ کا خاص وصف یہ تھا کہ وہ ناموافق حالات میں بھی کبھی مایوس اور افسردہ خاطر نہ ہوئیں۔اپنے شوہر اور اپنے جیٹھ علامہ ابراہیم خوشتر کے انتقال کر جانے کے بعد بھی ان کے حوصلوں میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ناموافق حالات میں بھی انہوں نے اصلاحی اور تربیتی مراکز کا اپنے بل بوتے تن تنہا انتظام کیا۔ایک موقع وہ بھی آیا جب بظاہر ان کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور ان کے اصلاحی پروگراموں کے انعقاد کے لیے ان کے پاس کوئی جگہ بھی نہ بچی تھی۔ایسے نازک حالات میں بھی انہوں نے حوصلہ نہ ہارا اور اپنی ذاتی جدو جہد کے ذریعہ خواتین کے اصلاحی پروگرام کرنے کے لیے جگہ حاصل کر ہی لی۔

مرحومہ کے وصال سے موریشس کے دینی افق پر جو خلع پیدا ہو گیا ہے وہ دیر تک محسوس کیا جائے گا اور مستقبل قریب میں اس کا پُر ہونا مشکل ترین امر ہے۔ان کے انتقال کے موقع پر آستانۂ اعلیٰ حضرت کے صاحب سجادہ حضرت سبحانی میاں صاحب نے اظہار افسوس کرنے کے ساتھ ایصال ثواب بھی کیا۔میں اپنی اور ورلڈ اسلامک مشن انگلینڈ کے تمام قائدین کی جانب سے مرحومہ کے جملہ پسماندگان خاص کر ان کے صاحبزادے برادرم محمد آصف قادری رضوی اور حافظ وقاری محمد اظفر قادری رضوی کو تعزیت پیش کرتا ہوں۔

رب کریم مرحومہ کی بخشش فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔آمین

منقبت درشان حجۃ الاسلام

از۔ڈاکٹر وصی مکرانی،ملنگوا نیپال

جس نے بھی دیکھا ہے چہرہ حجۃ الاسلام کا
بس گیا اس دل میں جلوہ حجۃ الاسلام کا

حسن کی وہ جاذبیت،علم کا فضل و کمال
دیکھنے والا ہے شیدا حجۃ الاسلام کا

آپ نے جس کو پڑھا کر مفتی اعظم کیا
کیا یہ کچھ کم تھا کرشمہ حجۃ الاسلام کا

جس کا بیٹا ہو مفسر اعظم قرآن ہند
مرتبہ پھر ہوگا کیسا حجۃ الاسلام کا

فیض پا کر جو مجاہد وقت کا اپنے بنا
تھا وہ اک سچا خلیفہ حجۃ الاسلام کا

دیکھنے والے کہا کرتے تھے،اکثر دیکھ کر
دوسرا ہم نے نہ دیکھا حجۃ الاسلام کا

حضرت ریحانؔ و سبحانؔ اور یہ احسنؔ رضا
پھول ہیں کس کے چمن کا حجۃ الاسلام کا

اعلیٰ حضرت کے مشن کا ذکر جب ہوگا کہیں
نام اس میں ہوگا پہلا حجۃ الاسلام کا

جب فروغ مسلک احمد رضا کی بات ہو
غیر ممکن، ہو نہ چرچا حجۃ الاسلام کا

اے وصیؔ میرا وہ مرشد ہے، زمانہ فخر سے
کہتا ہے کہ ہے وہ پوتا حجۃ الاسلام کا

نیپال اور تحفظ ناموسِ رسالت

از۔مولوی محمد فرقان فیضی، چیئرمین امام احمد رضا لائبریری، برہمپوری سرلاہی نیپال

الحمد اللہ رب العالمین ہمیں فخر ہے کہ اللہ رب العزت نے کم وبیش اٹھارہ ہزار مخلوق میں ہمیں اشرف المخلوقات بنایا۔اس سے بھی بڑھ کر اعزاز وشرف کی بات یہ ہے کہ ہمیں وجہ تخلیق دوعالم قائد اعظم فخر بنی آدم جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی امت میں پیدا فرمایا۔حضور وہ ہیں جن کی عزت وعظمت کو خود خالق کائنات نے بلند فرمایا اور دونوں عالم کیلئے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا۔

آپ کی شان مقدس میں ادنیٰ گستاخی بھی ناقابل برداشت جرم ہے اور یہ بات ہر صاحبِ فکر ونظر پر روز روشن کی طرح عیاں ہے۔اس کے باوجود بھی کچھ جاہل اور گندی نسل کی پیداوار لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی ذات مقدسہ پر انگشت نمائی کی جرأت و جسارت کرتے ہیں اور ایسے ہر ایک بد بخت گستاخ کو کیفر کردار تک پہنچانا ہر مسلمان کا فرض منصبی ہے۔

ابھی کچھ دنوں قبل ہی پڑوسی ملک بھارت میں بی جے پی لیڈر ملعونہ خبیثہ نو پور شرما اور بی جے پی لیڈر ملعون خبیث نوین جندل نے ٹی وی ڈیبیٹ کے درمیان ناموسِ رسالت پر حملہ کرتے ہوئے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہہ کر مسلمانوں کی عقیدت ومحبت کو مجروح کیا۔

جوں ہی ٹی وی ڈیبیٹ کی ویڈیو وائرل ہوئی عالم اسلام کے سارے مسلمانوں کے دلوں میں عجب کھلبلی مچ گئی۔ہر فرد اپنی جانب سے لعنتیں بھیجنے لگا۔ملک ہندوستان میں جگہ جگہ غیور مسلمانوں نے جم کر احتجاج کیا۔مگر مسلمانوں کے احتجاج اور مطالبات کو موجودہ حکومت ہند نے نظر انداز کرتے ہوئے الٹا ہی مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلم وتشدد کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔جس کے سبب فوراً ہی ہر مسلم ملک نے ہندوستانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا شروع کر دیا اور عالمی سطح پر اس کے خلاف مظاہرے اور احتجاج شروع ہو گئے۔کیونکہ یہ کوئی ملکی یا سماجی مسئلہ نہیں بلکہ ناموسِ رسالت ایک عالمی و مذہبی مسئلہ ہے اس لیے ہر ملک کے مسلمان سڑکوں پر اتر آئے اور اپنے حق کی آواز بلند کرنے میں لگ گئے اور ہر ملک نے مجرمینِ ناموسِ رسالت کو سزا دینے کی مانگ کی اس کے باوجود بھی موجودہ حکومت ہند کی بے غیرتی دیکھیں کہ اب تک ان گستاخوں کو نہ گرفتا کیا ہے اور نہ انہیں سزا دینے کے مطالبے کو قبول کیا ہے۔اس کے برعکس ان گستاخوں کو پولیس پروٹیکشن دے کر ان کو اور بڑھاوا دے رہے ہیں۔اس لیے ہر ملک میں اب تک احتجاج کا سلسلہ جاری ہے۔مگر حیرت اس بات سے ہے کہ ہمارا ملک نیپال جو کہ بھارت سے بالکل متصل ہے اور مسلم سماج کی ایک سے بڑھ کر ایک تنظیمیں، تحریکیں ہیں جو سیاسی سماجی ہر اعتبار سے مضبوط ہیں اس کے باوجود بھی تحفظ ناموس رسالت ﷺ کیلئے اب تک گنے چنے چند ہی علاقے ہیں جہاں سے احتجاج کیا گیا ہے اور دشمنان اسلام گستاخان رسول ﷺ

کے سزا کی مانگ کی گئی ہے۔ ہم پوچھتے ہیں ان مذہبی رہنماؤں اور قومی لیڈروں سے جو ہمیشہ اسلام اور مذہب کے نام پر سادہ دل عوام کو اپنے خطاب، بیانات، تحریر، تقریر کے ذریعے سے ابھارتے ہوئے نظر آتے ہیں مگر آج جب ناموسِ رسالت ﷺ کی بات آگئی ہے تو سب خاموش بیٹھے تماشا دیکھ رہے ہیں۔ مصلحت اور حکمت کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ لوگوں میں خوف پھیلا رہے ہیں کہ ہمارا ملک امن و شانتی کا گہوارہ ہے اگر ہم احتجاج کیلئے سڑکوں پر اترے تو دنگے فساد کا اندیشہ ہے جب کہ ملک نیپال میں بھی ہر قوم کو اپنی بات رکھنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ لعنت ہے ایسی زندگی جینے پر کہ ہم زندہ رہیں اور ناموس رسالت پر حملے ہوتے رہیں۔ اس لیے ہم تمام قومی رہنماؤں اپنے علماء، ائمہ و مشائخ سے ملتمس ہیں کہ برائے کرم اپنی قوم کی درست رہنمائی فرمائیں۔ پرشاسن اور موجودہ حکومت سے اجازت حاصل کریں اور ہر علاقے سے احتجاجی جلوس نکالیں اور گستاخان رسول ﷺ کے سزا کی مانگ کریں اور حکومت سے آئندہ کیلئے کسی ایسے قانون کا بھی مطالبہ کریں کہ اگر کوئی گستاخ شان رسالت میں گستاخی کرنے کی سوچے بھی تو سزا کے خوف سے گستاخی کرنے کی جرات نہ کرے۔ البتہ یہ سارے کام اپنے ملک کے قانون اور دستور کی روشنی میں کیئے جائیں۔ کوئی بھی شخص قانون اپنے ہاتھ میں نہ لے اور نہ ہی اپنے ملک کے دستور کے خلاف کوئی احتجاج کرے۔ گستاخان رسول انسانیت کے بھی دشمن ہیں اور عالمی امن و شانتی کے خاتمے کے بھی مجرم ہیں۔ ایسے لوگوں کو سزا دلانے کے لیے ہر خطے اور ہر سرزمین کے انسانیت نواز لوگوں کا فریضہ ہے کہ امن و امان اور اپنے اپنے ملکی قوانین کا لحاظ و پاس رکھتے ہوئے انہیں سزا دلانے کے لیے پُرزور آواز بلند کریں۔ خود مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ کسی دوسرے مذہب کے مذہبی قائدین و رہنماؤں کے لیے کوئی نازیبا تبصرہ یا جملہ ادا نہ کریں کیونکہ ہمارے مذہب نے اس کی سختی کے ساتھ ممانعت کی ہے۔ ہمارا جہاں یہ فرض ہے کہ ہم اپنے نبی کی ناموس کے تحفظ کے لیے آواز بلند کریں اور عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہر خطہ میں عام سے عام کریں وہیں ہمارا یہ بھی فریضہ بنتا ہے کہ ہم اپنے اخلاق و کردار کو عشق نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خوشبو سے معطر رکھیں۔ ہمارے قول و فعل سے اور ہمارے اخلاق و کردار سے کسی کو بھی ہمارے مذہب اور ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اقدس پر تنقید کرنے اور انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملے۔ ہم ہر حال میں محبت نبی اور عشق نبی سے اپنے آپ کو سرشار رکھیں اور اس کے لیے جہاں گستاخان نبی کے خلاف آواز بلند کرنا اور قانونی طور پر انہیں سزا دلانے کی کوشش کرنا ہمارے لیے ضروری ہے وہیں ہمارے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے آقا کی سنتوں کو اپنی زندگی کا حصہ بنائیں اور اپنے آقا کے بتائے ہوئے راستے پر مضبوطی کے ساتھ گامزن رہیں۔ عشق نبی کا صرف دعویٰ کرنا یا گستاخ نبی کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لیے بھیڑ اکٹھا کر کے مظاہرے کرنا اور نعرے لگانا یہی کافی نہیں ہے بلکہ ہمارے لیے یہ بھی لازم ہے کہ ہم شریعت کی کامل ترین انداز میں پابندی کریں کہ اسی میں ہماری صلاح و فلاح ہے۔ کیونکہ بروز حشر اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیشی ہونی ہے سو دنیا سے کچھ ایسے کام کر کے جائیں کہ ہمیں اپنے آپ پر فخر ہو ایسے کام ہرگز کر کے نہ جائیں کہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے رسوا اور شرمسار ہونا پڑے۔

انبیاء اور گستاخان انبیاء کے مابین مکالمہ

از۔مولانا حکیم ریاض الدین فردوسی ،بلخیہ دواخانہ عالم گنج پٹنہ

نبی اس بشر کو کہتے ہیں جسے اللہ تعَالٰی نے لوگوں کی ہدایت کے لیے وحی بھیجی ہو،اور رسول بشر ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ملائکہ میں بھی رسول ہیں۔انبیاء سب بشر تھے اور مرد، نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت۔

اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر نبی کا بھیجنا واجب نہیں، اُس نے اپنے فضل وکرم سے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیا بھیجے۔ نبی ہونے کے لیے اُس پر وحی ہونا ضروری ہے، خواہ فرشتہ کی معرفت ہو یا بلا واسطہ۔ بہت سے نبیوں پر اللہ تعَالٰی نے صحیفے اور آسمانی کتابیں اُتاریں، اُن میں سے چار کتابیں بہت مشہور ہیں: ''توریت'' حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر، ''زبور'' حضرت داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر، ''اِنجیل'' حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر، ''قرآنِ عظیم'' کہ سب سے افضل کتاب ہے، سب سے افضل رسول حضور پُر نور احمدِ مجتبیٰ محمدِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر۔

کلامِ اِلٰہی میں بعض کا بعض سے افضل ہونا اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے، ورنہ اللہ (عزوجل) ایک، اُس کا کلام ایک، اُس میں افضل ومفضول کی گنجائش نہیں۔ نبوت ایسا منصب اعلیٰ نہیں کہ آدمی عبادت وریاضت کے ذریعہ سے حاصل کر سکے، بلکہ محض عطائے الٰہی ہے، کہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے دیتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے رسولوں نے اپنے اپنے خطوں کی قوموں کو دین کی دعوت پیش کی ،تو ان کے سرداروں نے رسولوں پر جو اعتراضات کئے ،تو رسولوں نے کس طرح جواب دیئے۔قرآن میں ہے:

جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کو کہا تو قوم کے سردار نے نوح علیہ السلام کو جواب میں کہا:

ترجمہ: تو جو ان کی قوم میں سردار تھے وہ کہنے لگے کہ ہم تمہیں صریح گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں۔

(سورۃ الأعراف، آیت نمبر 60)

نوح علیہ السلام کا جواب:

ترجمہ: انہوں نے کہا اے قوم مجھ میں کسی طرح کی گمراہی نہیں ہے بلکہ میں پروردگار عالم کا پیغمبر ہوں۔

(سورۃ الأعراف، آیت نمبر۔ 61)

ترجمہ: تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 62)

قوم عاد کے سرداروں نے ہود علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: تو ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ تم ہمیں احمق نظر

آتے ہو اور ہم تمہیں جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 66)

ہود علیہ السلام نے قوم کے سردار کو جواب دیا:

ترجمہ: انہوں نے کہا کہ بھائیوں مجھ میں حماقت کی کوئی بات نہیں ہے بلکہ میں رب العالمین کا پیغمبر ہوں۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 67)

ترجمہ: تمہیں اپنے پروردگار کے پیغام پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھ کو خدا کی طرف سے ایسی باتیں معلوم ہیں جن سے تم بے خبر ہو۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 68)

لوط علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا:

ترجمہ: اور اسی طرح جب ہم نے لوط کو (پیغمبر بنا کر بھیجا تو) اس وقت انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ تم ایسی بے حیائی کا کام کیوں کرتے ہو کہ تم سے اہل عالم میں سے کسی نے اس طرح کا کام نہیں کیا۔

(الاعراف آیت نمبر 80)

ترجمہ: یعنی خواہش نفسانی پورا کرنے کے لیے عورتوں کو چھوڑ کر لونڈوں پر گرتے ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ حد سے نکل جانے والے ہو۔

(سورہ الأعراف۔ آیت نمبر 81)

قوم کے لوگوں نے لوط علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: تو ان سے اس کا جواب کچھ نہ بن پڑا اور بولے تو یہ بولے کہ ان لوگوں (یعنی لوط اور اس کے گھر والوں) کو اپنے گاؤں سے نکال دو (کہ) یہ لوگ پاک بننا چاہتے ہیں۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 82)

شعیب علیہ السلام نے مدین کی قوم سے کہا:

ترجمہ: اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ (تو) انہوں نے کہا کہ قوم! خدا ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی آچکی ہے تو تم ناپ تول پوری کیا کرو اور لوگوں کو چیزیں کم نہ دیا کرو۔ اور زمین میں اصلاح کے بعد خرابی نہ کرو۔ اگر تم صاحب ایمان ہو تو سمجھ لو کہ یہ بات تمہارے حق میں بہتر ہے۔

(سورۃ الأعراف آیت نمبر 85)

ترجمہ: اور ہر راستے پر مت بیٹھا کرو کہ جو شخص خدا پر ایمان نہیں لاتا ہے اسے تم ڈراتے اور راہ خدا سے روکتے اور اس میں کجی ڈھونڈتے ہو اور (اس وقت کو) یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے تو خدا نے تم کو جماعت کثیر کر دیا اور دیکھ لو کہ خرابی کرنے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 86)

مدین کے سرداروں نے شعیب علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: (تو) ان کی قوم میں جو لوگ سردار اور بڑے آدمی تھے، وہ کہنے لگے کہ شعیب! (یا تو) ہم تم کو اور جو لوگ تمہارے ساتھ ایمان لائے ہیں، ان کو اپنے شہر سے نکال دیں گے۔ یا تم ہمارے مذہب میں آجاؤ۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 88)

شعیب علیہ السلام نے جواب دیا:

ترجمہ: انہوں نے کہا: خواہ ہم (تمہارے دین سے) بیزار ہی ہوں (تو بھی؟)

پھر آگے فرمایا:

ترجمہ: اگر ہم اس کے بعد کہ خدا ہمیں اس سے نجات بخش چکا ہے تمہارے مذہب میں لوٹ جائیں تو بیشک ہم نے خدا پر جھوٹ افتراء باندھا۔ اور ہمیں شایاں نہیں کہ ہم اس میں لوٹ جائیں ہاں خدا جو ہمارا پروردگار ہے وہ چاہے تو (ہم مجبور ہیں)۔ ہمارے پروردگار کا علم ہر چیز پر احاطہ کیے ہوئے ہے۔ ہمارا خدا ہی پر بھروسہ ہے۔ اے پروردگار ہم میں اور ہماری قوم میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

(سورہ الأعراف آیت نمبر 89)

فرعون اور اسکے سرداروں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: تو جب ان کے پاس ہمارے ہاں سے حق آیا تو کہنے لگے کہ یہ تو صریح جادو ہے۔

(سورۃ یونس، آیت نمبر 76)

جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

ترجمہ: موسیٰ نے کہا کیا تم حق کے بارے میں جب وہ تمہارے پاس آیا یہ کہتے ہو کہ یہ جادو ہے۔ حالانکہ جادوگر فلاح نہیں پانے کے۔

(سورۃ یونس آیت نمبر 77)

سورۃ ابراہیم آیت نمبر 10 میں ہے کہ قوموں کے سرداروں نے اپنے اپنے رسولوں سے کہا:

ترجمہ: وہ بولے کہ تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔ تمہارا یہ منشاء ہے کہ جن چیزوں کو ہمارے بڑے پوجتے رہے ہیں ان (کے پوجنے) سے ہم کو بند کر دو تو (اچھا) کوئی کھلی دلیل لاؤ (یعنی معجزہ دکھاؤ)۔

تو رسولوں نے اپنے مخاطبین کو جواب دیا:

ترجمہ: پیغمبروں نے ان سے کہا کہ ہاں ہم تمہارے ہی جیسے آدمی ہیں۔ لیکن خدا اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے (نبوت کا) احسان کرتا ہے اور ہمارے اختیار کی بات نہیں کہ ہم خدا کے حکم کے بغیر تم کو (تمہاری فرمائش کے مطابق) معجزہ دکھائیں اور خدا ہی پر مومنوں کو بھروسہ رکھنا چاہیئے۔

(سورہ ابراھیم آیت نمبر 11)

ابراہیم علیہ السلام کے چچا نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا:

ترجمہ: اس نے کہا ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے؟ اگر تو باز نہ آئے گا تو میں تجھے سنگسار کردوں گا اور تو ہمیشہ کے لئے مجھ سے دور ہو جا۔

(سورۃ مریم آیت نمبر 46)

ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں اپنے چچا سے کہا:

ترجمہ: ابراہیم نے سلام علیک کہا (اور کہا کہ) میں تیرے لئے اپنے پروردگار سے بخشش مانگوں گا۔ بیشک وہ مجھ پر نہایت مہربان ہے۔

(سورہ مریم آیت نمبر 47)

مذکورہ بیانات سے معلوم ہوا کہ اوپر جتنی اقوام کا ذکر ہوا جن کے مابین رسولوں کو بھیجا گیا، ان میں جو لوگ بھی رسولوں پر ایمان نہیں لائے، رسولوں کی تکذیب اور استہزاء کی، ان سے عداوت اور دشمنی پر اتر آئے، ان سبھوں کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں ہلاک کر دیا اور آخرت میں بھی تکذیب رسالت کا یہ لوگ مزہ چکھیں گے۔

اللہ تعالی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ اگر مشرکین آپ کی تکذیب کریں تو آپ ان سے اپنی بیزاری کا اعلان کردیں۔

ترجمہ: اور اگر یہ تمہاری تکذیب کریں تو کہہ دو کہ مجھ کو میرے اعمال

(کا بدلہ ملے گا) اور تم کو تمہارے اعمال (کا) تم میرے اعمال کے جواب دہ نہیں ہو اور میں تمہارے اعمال کا جواب دہ نہیں ہوں۔

(سورۃ یونس آیت نمبر 41)

اللہ تعالیٰ نبی اکرم ﷺ اور مومنین کو دین کی دعوت وتبلیغ کے باعث کفار ومشرکین اور اہل کتاب کے طرف سے ہونے والے ایک ممکنہ ردعمل سے آگاہی بخشتا ہے اور ایسے حالات میں رسول اللہ ﷺ اور مومنین کو ایک ضروری ہدایت دیتا ہے جو درج ذیل آیت میں بیان ہوئی ہے۔

ترجمہ: مسلمانو! تمہیں مال وجان دونوں کی آزمائشیں پیش آکر رہیں گی اور تم اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی تکلیف دِہ باتیں سنو گے۔ اگر ان سب حالات میں تم صبر اور خدا ترسی کی روش پر قائم رہو تو یہ بڑے حوصلہ کا کام ہے۔

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 186)

یعنی ان کے طعن وتشنیع، ان کے الزامات، ان کے بے ہودہ طرز کلام اور ان کی جھوٹی نشر واشاعت کے مقابلہ میں بے صبر ہو کر تم ایسی باتوں پر نہ اتر آؤ جو صداقت وانصاف، وقار وتہذیب اور اخلاق فاضلہ کے خلاف ہوں۔

جتنی بھی آیات کریمہ کے ترجمہ اوپر بیان کیئے گئے ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ دنیا کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے جتنے بھی انبیاء ومرسلین آئے ان سب کے خطوں اور قوموں میں دو فریق تھے ایک فریق وہ جو ان کی اتباع کرتا تھا اور دوسرا فریق وہ جو ان کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ قرآن کریم نے دونوں کے حالات کو امت مسلمہ کے سامنے رکھ کر یہ بتایا کہ جو گستاخ نبی ہوتے ہیں انہیں اللہ رب العزت سخت سے سخت تر عذاب میں مبتلا کرتا ہے اور جو عاشق نبی ہوتے ہیں انہیں اللہ رب العزت دونوں جہان میں سرخ روئی عطا فرماتا ہے۔ اسی طرح قرآن عظیم ہم کو یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ جو لوگ گستاخ ہوتے ہیں ان کا انداز کلام اور طرز تخاطب نہایت گھٹیا ہوتا ہے اور نبوت و رسالت کے شایان شان نہیں ہوتا۔ وہ کبھی انبیاء ورسل کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں تو کبھی وہ انہیں مجنوں، کم پڑھا لکھا اور بے علم اور بے ادب کہتے ہیں۔

موجودہ حالات میں تمام مسلمان ممالک کے سربراہان کو آپس کے اختلافات ختم کر کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان وحرمت کے حوالے سے ایک ایسے متحدہ پلیٹ فارم پر جمع ہونے کی ضرورت ہے جس سے ہم ایک آواز میں اقوام عالم کو پیغام دے سکیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی کرنے والے کسی طور بھی قابل قبول نہیں۔ امت مسلمہ کے ذمے داران حضرات کو او آئی سی کا فوری اجلاس بلا کر مشترکہ لائحہ عمل واضح کرنا چاہئے اور عالمی سطح پر ایسے قوانین کی منظوری کروانی چاہئے جن پر عمل درآمد کروا کے تمام انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کرنے والوں کو نشان عبرت بنایا جا سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ پر عمل کر کے ہم معاشرتی برائیوں کے خاتمے کیلئے اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف مسلمانوں کیلئے ہی نہیں بلکہ تمام جہانوں کیلئے رحمت بن کر آئے ہیں، لیکن مستشرقین کو آج تک یہ بات ہضم نہیں ہو سکی لہٰذا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ پر کسی نہ کسی بہانے سے حملے کرنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

سورۂ انبیاء کی آیت پر ملحدین کے اعتراض کا جواب

از۔مولانا مبارک علی رضوی، پاکستان

ملحدین کی عادت رہی ہے کہ خوامخواہ اسلام پر اعتراضات وارد کرتے رہتے ہیں۔ یہ اعتراض بظاہر انتہائی وزنی مگر درحقیقت تار عنکبوت جیسے ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے بعض اعتراض تو جہال اور کمزور ایمان والوں سے ایمان ہی لے جاتے ہیں۔ اللہ پاک ہم پر رحم فرمائے۔ آمین

القرآن-سورۃ نمبر 21 الأنبياء، آیت نمبر 22

لَوۡ كَانَ فِيهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الۡعَرۡشِ عَمَّا يَصِفُوۡنَ ۔

(۱) پہلا اعتراض:

آیت میں حرف "لو" (بمعنی اگر) استعمال ہوا ہے۔ اور عربی گرامر کا قاعدہ ہے کہ حرف "لو" کے آجانے سے ماضی میں امر ثانی منتفی (ختم ہوجاتا/معدوم ہوجاتا) ہے بسبب انتفائے (نفی نہ ہونا) اول کے۔ لہٰذا یہ آیت عدم تعدد الٰہ کے لیے حجۃ اقناعیۃ نہیں بن سکتی۔ صرف اتنی دلالت ہے کہ زمانۂ ماضی میں بسبب انتفائے تعدد کے فساد منتفی تھا اور دوسری بات کہ اسے ماضی کے ساتھ کیوں مقید کیا مضارع کے ساتھ کیوں نہ کیا حالانکہ مقصود ہر زمانے کا انتفاء تھا۔

(۲) دوسرا اعتراض:

آیت میں حرف "الا" موجود ہے جو قواعد عربیہ کی رو سے مستثنیٰ کے لیے آتا ہے۔ ہاں مگر کبھی کبھار ''غیر'' کے معنے میں بھی استعمال ہوجاتا ہے۔ مگر اسکے لیے قرینہ چاہیے۔ اب مستثنیٰ دو قسم پر ہے۔

(۱) مستثنیٰ متصل۔

(۲) مستثنیٰ منقطع

مستثنیٰ متصل مراد لیں تو لازم آئے گا کہ اللہ تعالیٰ پہلے آلہۃ میں داخل تھا پھر نکالا گیا۔ اس سے متعدد خداؤں کا ہونا لازم آئے گا۔

مستثنیٰ منقطع مراد لیں تو لازم آئے گا کہ خدا الھۃ میں داخل ہی نہیں تھا یعنی الٰہ ہی نہیں تھا اور یہ کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ کے منافی۔

اب رہی بات کہ "غیر" کے معنی میں ہوسکتا ہے تو اس کے لیے قرینہ چاہیے یہاں کون سا قرینہ ہے؟

جواب: ہم نے مانا کہ "لو" حرف شرطیہ جہاں آئے تو ثانی منتفی اور اول کا انتفاء ہوتا ہے اور آیت ھذا میں: "لو" انہی معانی میں ہے۔ اب جب شرط منتفی ہوگئی تو جزاء بھی منتفی ہوگئی۔ تو زمین و آسمان میں فساد برپا نہیں ہوا لہٰذا ثابت ہوا کہ اللہ ایک ہے۔

اور دوسری بات یہ کہ "لو" نے ماضی میں اللہ عزوجل کے علاوہ کسی اور ''الٰہ'' کے ہونے کی نفی کردی۔ اب اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ زمانہ ماضی میں اللہ عزوجل کے علاوہ خدا نہیں تھا۔ اور اسی طرح حال اور مستقبل میں بھی نہ ہوگا کیونکہ جو حادث ہو وہ الٰہ نہیں ہوتا کیونکہ حادث متغیر ہوتا ہے۔ اسی لیے اسے ماضی کے ساتھ ذکر کرنا کافی ہوا۔ لہٰذا یہ آیت حجۃ اقناعیۃ ہوئی توحید کے لیے۔

☆ یہاں "الا" مستثنیٰ کے معنی میں نہیں بلکہ "غیر" کے معنی میں ہے۔جس پر آیت کے شروع میں موجود حرف ''لوٗ'' قرینہ ہے۔کیونکہ اسی حرف نے ماضی میں ماسوا اللہ عزوجل کے تمام قسم کے الٰہ کی نفی کی ہے۔جب عزوجل کے غیر کی نفی ہوگئی تو بدیہی بات ہے کہ اب "الا" مستثنیٰ کے معنی میں نہیں بلکہ "غیر" کے معنی میں آئے گا۔

☆

کیا مخلوقات کو غیب کا علم دیا گیا

قرآن مقدس میں علم غیب سے متعلق آیات چند قسم پر ہیں۔

☆ جن میں اللہ رب العزت کی طرف ہی علم غیب کی نسبت کی گئی ان آیات کی تعداد 21 (اکیس) ہے۔

☆ جن میں انبیائے کرام علیھم السلام کی طرف علم غیب کی نسبت کی گئی ان آیات کی تعداد 9 (نو) ہے۔

☆ ایک آیت وہ بھی ہے کہ جس میں "نبأ" کا کلمہ وارد ہوا ہے۔

☆ ان میں ایک آیت وہ بھی ہے کہ جس کے ایک حصہ میں علم غیب کی نفی ہے اور دوسرے میں بذریعہ وحی علوم جاننا بیان ہوا۔

☆ جہاں آقا ﷺ نے یا کسی نبی نے بحکم ربی/ تواضع سے اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کی ہے ان آیات کی تعداد 3 (تین) ہے۔

☆ ان میں ایک آیت وہ بھی ہے کہ جس کے ایک حصہ میں علم غیب کی نفی ہے اور دوسرے میں بذریعہ وحی علوم جاننا بیان ہوا۔

☆ جن میں مؤمنین کو غیب پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا یا غیب پر ایمان رکھنے کو ان کی صفت قرار دیا گیا ان آیات کی تعداد 7 (سات) ہے۔

☆ کفار سے استفسار کیا گیا کہ انکے فضول کاموں کی سند کیا ہے آیا کہ ان کے پاس علم غیب ہے جو وہ یہ سب کرتے ہیں تو ایسی آیات کی تعداد 5 (پانچ) ہے۔

☆ اس کے علاوہ ایک آیت وہ ہے کہ جس میں جنات سے علم غیب کی نفی کی گئی ہے۔

☆ ایک آیت وہ بھی ہے کہ جس میں یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے خود اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کی ہے۔

اس اجمالی خاکے کی تفصیل میں ہم بعون اللہ تعالیٰ ثابت کریں گے کہ جب اللہ عزوجل نے علم کی نسبت اپنی طرف کی یا مخلوق سے اسکی نفی کی۔یا آقا ﷺ نے خود سے نفی کی یا کسی غیر نبی نے اپنے سے علم غیب کی نفی کی تو اس سے مراد علم غیب ذاتی ہے اور جہاں فرمایا گیا کہ اللہ اپنے رسولوں کو غیب پر اطلاع دیتا ہے یا خبر دیتا ہے تو اس سے مراد علم غیب عطائی ہے ذاتی نہیں اور نیز یہ بھی کہ آقا ﷺ کو کس قدر علم غیب دیا گیا۔

قَالَ یٰاٰدَمُ اَنبِئْهُم بِاَسمَآئِهِم۔ فَلَمَّآ اَنبَاَهُم بِاَسمَآئِهِم۔ قَالَ اَلَم اَقُل لَّكُم اِنِّیٓ اَعلَمُ غَیبَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ وَاَعلَمُ مَا تُبدُونَ وَمَا كُنتُم تَكتُمُونَ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 2 البقرۃ، آیت نمبر 33)

عٰلِمُ الغَیبِ وَالشَّهَادَةِ العَزِیزُ الحَكِیمُ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 64 التغابن آیت نمبر 18)

وَهُوَ الَّذِی خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ بِالحَقِّ وَیَومَ یَقُولُ كُن فَیَكُونُ۔قَولُهُ الحَقُّ وَلَهُ المُلكُ یَومَ یُنفَخُ فِی الصُّورِ۔عٰلِمُ

الغَیبِ وَ الشَّھَادَۃِ وَھُوَ الحَکِیمُ الخَبِیرُ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 6 الأ نعام، آیت نمبر 73)

اوراسی طرح کی دیگر آیات میں کہ اللہ ہی غیب جانتا ہے۔

ان آیات کومخلوقات سے علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ ان آیات میں یہ تو نہیں کہ اللہ پاک کسی کو غیب کا علم نہیں دیتا اور جس آیت/آیات میں "لا یعلمھا الا ھو" آیا۔وہاں کیا معنی ومطلب اور تفسیر وتشریح ہوسکتی ہے ان پر آگے بات ہوگی، ان شاءاللہ۔ یہاں جو علم غیب ہے وہ ذاتی ہے اس پر دلیل لیجئے۔اگر چہ یہاں دلیل کی حاجت نہیں۔لیکن بالفرض کوئی مطالبہ کردیتا ہے تو ہم پہلے سے ہی اسے پورا کر دیتے ہیں بعون اللہ تعالی۔

☆عقائد نسفی میں ہے کہ

ولہ صفات ازلیۃ قائمۃ بذاتہ وھی لا ھو و لا غیرہ وھی العلم و القدرۃُ۔

اسی طرح شرح عقائد نسفی میں ہے:

أن واجب الوجود بالذات ھو اللہ تعالیٰ و صفاتہ۔

(شرح عقائد النسفی ص143 مطبوعہ دعوت اسلامی)

☆اسی طرح شرح میزان العقائد میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

و انہ عالم بذاتہ

(شرح عقائد نسفی مع شرح میزان العقائد ص374 دعوت اسلامی)

(۱)اعتراض نمبر۱۔

تم نے کہا کہ اللہ عزوجل عالم بالذات ہے اور اسکی تمام صفات قدیم ہیں۔تو علم تو عالم اور معلوم کے درمیان نسبت کا نام ہے اور جن چیزوں کے درمیان نسبت ہوتی ہے ان میں مغایرت (باہم غیر ہونا) لازم ہے۔جبکہ تم نے صفات سے متعلق یہ بھی کہا تھا کہ "لاھو ولا غیرہ" (یعنی اللہ کی صفات نہ اسکا عین ہیں نہ غیر)۔

جواب:

☆جان لینا چاہیے کہ علم دو قسم پر ہے۔

(۱)علم حصولی

(۲)علم حضوری

جس کی بات تم نے کی وہ علم حصولی کا خاصہ ہے نہ کہ علم حضوری کا اور اللہ عزوجل کا علم علم حضوری ہے۔علم حصولی نہیں۔مخلوقات کا علم حصولی ہے۔لہٰذا ثابت ہوا کہ جہاں علم غیب کی نسبت اللہ عزوجل کی طرف ہوگی وہاں مراد علم غیب ذاتی ہے۔

اب آتے ہیں ان آیات کی طرف جنہیں مخالفین، آقائے کل جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی غیب داں ذات سے بطور نفی علم غیب پیش کرتے ہیں۔

وَعِندَہٗ مَفَاتِیحُ الغَیبِ لَا یَعلَمُھَا اِلَّا ھُوَ وَیَعلَمُ مَا فِی البَرِّ وَالبَحرِ وَمَا تَسقُطُ مِن وَّرَقَۃٍ اِلَّا یَعلَمُھَا وَلَا حَبَّۃٍ فِی ظُلُمٰتِ الاَرضِ وَلَا رَطبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِی کِتٰبٍ مُّبِینٍ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 6 الأ نعام، آیت نمبر 59)

آئیں اس آیت کی تفسیر ملاحظہ کرتے ہیں:

☆صحیح بخاری

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بنُ یُوسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفیَانُ، عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ دِینَارٍ، عَنِ ابنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ: مِفتَاحُ الغَیبِ خَمسٌ لَا یَعلَمُھَا اِلَّا اللّٰہُ، لَا یَعلَمُ أَحَدٌ

مَا يَكُونُ فِي غَدٍ، وَلَا يَعْلَمُ أَحَدٌ مَا يَكُونُ فِي الْأَرْحَامِ، وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا، وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ، وَمَا يَدْرِي أَحَدٌ مَتَى يَجِيءُ الْمَطَرُ۔

ترجمہ: ہم سے محمد بن یوسف فریابی نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے سفیان ثوری نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے عبداللہ بن دینار نے بیان کیا، اور ان سے عبداللہ بن عمر نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ کسی کو نہیں معلوم کہ کل کیا ہونے والا ہے، کوئی نہیں جانتا کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا کرنا ہوگا، اس کا کسی کو علم نہیں۔ نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ اسے موت کس جگہ آئے گی اور نہ کسی کو یہ معلوم کہ بارش کب ہوگی۔

(صحیح بخاری ص 206,881,900,932,1406 طبع بیت الافکار بیروت)

☆مشکوۃ المصابیح جلد 1 ص 232 فرید بک اسٹال لاہور

☆مسند احمد بن حنبل جلد 3 ص 83,169,190 مکتبہ رحمانیہ

☆المعجم الکبیر جلد 12 ص 360 مکتبہ ابن تیمیہ۔

اس حدیث پاک کی تشریح میں ہے:

والمعنى لا يعلم كلياتها غير الله و قد يطلع بعض أصفياه على جزئيات منهن۔۔۔ألا يعلم من خلق خبير أى مطلع على خفايا امور أو مخبر من شا من عباده بما شا من امور۔

(مرقات المفاتیح جلد 3 ص 564 دار الکتب العلمیہ)

اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ غیر اللہ کو (ان امور کی) کلیتاً خبر نہیں دیتا اور کبھی اطلاع دے دیتا ہے ان امور کے بعض جزئیات پر خبردار ہو کہ اللہ اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا ہے بتا دیتا ہے یعنی مطلع کر دیتا ہے چھپے امور (علوم خمسہ) پر یا خبر دیتا ہے (کلیتاً) اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے ان امور (علوم خمسہ) کی۔ (ت۔ رضوی)

☆اسی طرح فتح الباری میں ہے:

وهو دليل على انه علم موضع موته دفنه وقد روى عنه أنه قال: لم يقبض نبى الا دفن حيث يقبض۔

اخرجہ ابن ماجہ وغیرہ۔

واما اطلاع غير الانبيا على بعض افرادها، فهو كما تقدم لا يحتاج الى استثناه لأنه لا يكون علما يقينا بل ظنا غالباً۔

فتح الباری (از ابن رجب حنبلی علیہ الرحمہ) جلد 9 ص 272 طبع مکتبۃ الغربا۔

ترجمہ: اور یہ دلیل ہے کہ آقا ﷺ مرنے اور دفن کرنے کی جگہ کو جانتے ہیں اور تحقیق روایت کی گئی ان سے کہ فرمایا آقا ﷺ نے: نہیں فوت ہوتا کوئی نبی مگر اسے دفن کیا جاتا ہے جہاں وہ دفن ہوا۔

(اس کو لکھا گیا (تخریج کی گئی) سنن ابن ماجہ میں اور اس کے علاوہ کتب میں۔)

ترجمہ: اور جو غیر انبیاء میں سے بعض افراد کو اطلاع دی جاتی ہے پس وہ جیسا کہ تقدم ہے اور استثناء کا محتاج نہیں۔ مگر وہ علم یقینی نہیں ہوتا بلکہ ظن غالب ہوتا ہے۔ (ت۔ رضوی)

☆عنایۃ القاضی میں ہے:

وعنده مفاتيح الغيب وجه اختصاصها به تعالى انه لا يعلمها كما هى ابتداء الا هو۔

(عنایۃ القاضی علی تفسیر بیضاوی جلد ۲ ص ۱۰۱ طبع دار اصادر بیروت)

ترجمہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے معنی یہ ہیں کہ ابتدأً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(ت۔فتاوی رضویہ 29/550)

☆ پس ثابت ہوا کہ یہ آیت مخالفین کو مفید نہیں کیونکہ یہ تمام مغیبات کو شامل نہیں فقط پانچ کو ہے۔

☆ اس میں جن امور غیب کی خبر ہے وہ فقط پانچ ہیں اور ان کی اطلاع بھی اللہ عزوجل نے انبیاء علیہم السلام کو دی اور انہی کے توسل سے غیر انبیاء کو بھی۔ مگر اولیا کا علم ظنی ہے قطعی نہیں۔

☆ مگر علمائے اہلسنت اس مسئلہ میں دو فریق ہیں کہ آیا ان پانچ کا علم آقا ﷺ کو کلیتا تھا یا نہیں۔ اور اس مخالفت میں بھی کوئی فریق دوسرے پر کوئی حکم نہیں لگاتا۔ کیونکہ آقا ﷺ نے متعدد جگہوں پر کسی کے مرنے کا دن وجگہ بیان فرمادی اور رحموں میں کیا ہے اسکی خبر بھی دی۔

☆ ذیل میں مزید دلائل نقل کیے جارہے ہیں ملاحظہ کریں۔

(ا) آقا ﷺ نے فرمایا تہجد کے بعد مجھے اونگھ آئی اور میں سو گیا۔ پھر اللہ عزوجل کو خواب میں (اس کی شان کے لائق) حسین صورت پر دیکھا۔ اللہ نے تین بار پوچھا کہ ملائے اعلیٰ کے فرشتے کس بات میں بحث کرتے ہیں؟ آقا ﷺ نے لا ادری فرمایا تو اللہ عزوجل نے آقا ﷺ کے کندھوں کے درمیان اپنا دست قدرت رکھا۔ آقا ﷺ نے فرمایا کہ

”فتجلیّ لی کل شئ عرفت“

(الجامع الکبیر جلد 5 ص 258 دار الغرب اسلامی)

ترجمہ: فرمایا مجھ پر ہر شے روشن ہوگئی اور میں نے سب جان لیا۔ (ت۔رضوی)

☆ اسی طرح کنز العمال میں ہے:

إن اللـه تـعالى قد رفع لى الدنيا فأنا أنظر إليها وإلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة كأنما أنظر إلى كفى هذه جليان من الله جلاه لنبيه كما جلاه للنبيين من قبله۔

ترجمہ: فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کا حجاب اٹھالیا تا کہ میں اس کو اور اس میں قیامت تک پیش آنے والے واقعات کو دیکھوں گویا کہ میں اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے منکشف فرمایا جیسا کہ مجھ سے پہلے انبیاء کے لیے منکشف فرمایا تھا۔

(طبرانی، حلیۃ الاولیاء بروایت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کنز العمال جلد 6 ص 203 دار الاشاعت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات" میں فرماتے ہیں:

(علوم خمسہ سے) نفی علم سے مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی محض عقل کے ذریعہ ان مذکورہ چیزوں کو کوئی نہیں جان سکتا اور یہ ان امور غیبیہ میں سے ہیں جن کا صرف خدا تعالیٰ کو ہی علم ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی کو وحی والہام کے ذریعے بتادے تو یہ امر دیگر ہے۔

(اشعۃ اللمعات جلد 1 ص 210 فرید بک سٹال)

عمدۃ القاری میں ہے:

قـال (الـقـرطـبـى): فمن ادعى علم شئ منها غير مسند الى رسول الله ﷺ، كان كاذبا فى دعواه۔

(عمدۃ القاری جلد 1 ص 450 دار الکتب العلمیہ)

☆ امام قرطبی نے فرمایا کہ جو ان علوم خمسہ کا دعوی بغیر وسیلہ مصطفی ﷺ کرے (یعنی علوم خمسہ کے ہونے کا دعوی کرے لیکن یہ

نہ کہے کہ اسے یہ سب آقا ﷺ کی طرف سے ملا ہے) تو وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے۔(ت۔رضوی)

یہ تمام حوالہ جات مندرجہ بالا آیت اور اسکی تشریح میں ہیں۔ہم نے اسے فقط وہاں سے نقل کیا جہاں (عندہ مفاتیح الغیب) والی آیت یا اس کے بیان میں جو حدیث تھی اسکی تشریح کی گئی تھی۔اب امید ہے کہ یہ بات واضح ہوگئی ہوگی کہ جہاں جہاں علم کی نسبت اللہ عزوجل نے اپنی طرف کی یا غیر سے علم غیب کی نفی کی ہے وہاں علم ذاتی کی نفی مراد ہے اور عطائی کی نہیں کہ وہ تو ثابت بنص ہے۔للہ الحمد۔

اب آتے ہیں ان آیات کی طرف جہاں آقا ﷺ نے بحکم ربی اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کی ہے۔مگر پہلے وہ آیت دیکھیں جہاں نوح علیہ السلام نے اپنی ذات سے علم غیب کی نفی کی ہے۔

(ا)وَلَا اَقُولُ لَكُم عِندِی خَزَآئِنُ اللهِ وَلَا اَعلَمُ الغَيبَ وَلَا اَقُولُ اِنِّی مَلَكٌ وَّلَا اَقُولُ لِلَّذِينَ تَزدَرِی اَعيُنُكُم لَن يُّؤتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيرًا۔اَللّٰهُ اَعلَمُ بِمَا فِی اَنفُسِهِم اِنِّی اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِينَ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 11 ہود، آیت نمبر 31)

ترجمہ:اور میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور میں انہیں نہیں کہتا جن کو تمہاری نگاہیں حقیر سمجھتی ہیں کہ ہرگز انہیں اللہ کوئی بھلائی نہ دے گا، اللہ خوب جانتا ہے جو ان کے دلوں میں ہے ایسا کروں تو ضرور میں ظالموں میں سے ہوں۔

آئیں اس آیت کی تفسیر ملاحظہ کرتے ہیں۔

☆تفسیر کبیر میں ہے:

”(ولا أقول عندی خزائن الله) إشارة الى انی لا ادعی الاستغناء المطلق و ثانيها: العلم التام و إليه الاشارة بقوله (ولا اعلم الغيب) و ثالثها:القدرة التامة الكاملة .....جعل هذا الكلام جوابا عما ذكروه من الشبهة فانهم طعنوا فی اتباعه بالفقر فقال(ولا أقول لكم عندی خزائن الله) حتی أجعلهم أغنياء۔ و طعنوا فيهم أيضا بانهم منافقون فقال (لا اعلم الغيب) حتی اعرف كيفية باطنهم و انما أجری الاحوال علی الظواهر۔“۔

(تفسیر کبیر جلد 17 ص 225 دار الفکر بیروت)

ترجمہ:نوح علیہ السلام کا فرمان کہ(اور نہیں میں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں) یہ اس طرف اشارہ ہے کہ میں استغنائے مطلق کا دعوی نہیں کرتا۔اور دوسری چیز علم میں کمال اور مکمل ہونا اور یہ ان کے اس قول کی طرف اشارہ ہے(اور نہیں میں غیب جانتا)اور تیسری چیز قدرت تامہ کاملہ کا دعوی بھی نہیں کرتا۔۔۔۔۔انکا یہ کلام کفار کے شبھات کے جواب میں تھا۔جیسا کہ کفار نے طعنہ دیا کہ نوح علیہ السلام کی اتباع فقط فقراء کرتے ہیں۔پس نوح علیہ السلام نے فرمایا (ولا اقول لکم عندی خزائن اللہ یعنی میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے قبضے میں اللہ کے سارے خزانے ہیں) کہ انہیں (اپنے غریب متبعین کو) غنی بنا دوں۔اور کفار نے طعنہ دیا کہ آپ علیہ السلام کے متبعین میں منافق ہیں۔پس فرمایا نوح علیہ السلام نے (لا اعلم الغیب۔کہ میں غیب کی باتیں نہیں جانتا) کہ ان کی باطنی کیفیت جان لیتا اور میں فقط احوال ظاہری قبول کرتا ہوں۔(ت۔رضوی)

☆ یہاں پر یہ قول بطور اظہار عاجزی کے ہے۔جیسا کہ تفسیر قرطبی میں ہے۔باقی یہ کہ کیا تو نہیں جانتا کہ قرآن پاک فرماتا ہے:

☆ وَمَا آتَاکُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاکُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا۔

(الحشر،59:07)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہیں عطا فرمائیں سو اُسے لے لیا کرو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں سو (اُس سے) رُک جاؤ۔

☆ وَ مَا نَقَمُوا اِلَّا اَن اَغنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهٗ مِن فَضلِهٖ۔

(سورہ التوبہ آیت 74)

ترجمہ: اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

تو ظاہر ہوا کہ آقا علیہ السلام باذن اللہ غنی کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ آیہ مقدسہ کے الفاظ "من فضلہ" اسی پر دال ہیں۔

آقا علیہ السلام کو زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں۔

☆ صحیح بخاری:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔

ترجمہ: ہم سے عبداللہ بن یوسف نے بیان کیا کہا کہ ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے یزید بن ابی حبیب نے بیان کیا، ان سے ابوالخیر یزید بن عبداللہ نے، ان سے عقبہ بن عامر نے کہ نبی کریم علیہ السلام ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ پھر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا۔ دیکھو میں تم سے پہلے جا کر تمہارے لیے میر ساماں بنوں گا اور میں تم پر گواہ رہوں گا۔ قسم اللہ کی میں اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (یہ فرمایا کہ) مجھے زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور قسم اللہ کی مجھے اس کا ڈر نہیں کہ میرے بعد تم شرک کرو گے بلکہ اس کا ڈر ہے کہ تم لوگ دنیا حاصل کرنے میں رغبت کرو گے۔ (نتیجہ یہ کہ آخرت سے غافل ہو جاؤ گے)۔

(صحیح بخاری ص ۱۲۶۰،۱۲۳۴، ۵،۷۷، ۶۸۸، ۲۶۱ بیت الافکار)

☆ صحیح مسلم:

حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا۔

ترجمہ: ابوطاہر، حرملہ ابن وہب، یونس، ابن شہاب، سعید بن میسّب، حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا میں جَوامِعِ الْکَلِمِ کے ساتھ مبعوث کیا گیا، رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی، خواب میں زمین کے خزانوں کی چابیاں لا کر میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں، حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ السلام تو دنیا

سے تشریف لے گئے اور تم وہ خزانے نکال رہے ہو۔

(صحیح مسلم ص 246 دار الفکر بیروت)

لہٰذا اب واضح ہوا کہ مندرجہ بالا آیت اور درج ذیل آیت:

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَو كُنتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيرٌ وَّبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُونَ۔

(القرآن-سورۃ نمبر 7 الأعراف، آیت نمبر 188)

ترجمہ:تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے برے کا خود مختار نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی، اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچی میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انہیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

میں جو کہا گیا فقط تواضع کے لیے اور بالذات نفی مراد ہے۔عطا کی نہیں۔حضور ﷺ کو حق شفاعت بھی حاصل ہے جیسا کہ اس پر نصوص وارد ہیں اور آقا ﷺ دوسروں کو نفع بھی دیتے ہیں اور غیب کی خبریں بھی۔مگر یہ سب کچھ من عنداللہ ہے۔عطائے رب کریم سے ہے نہ کہ بالذات۔ہم آقا ﷺ کا علم مخلوقات کے لحاظ سے کلی مانتے ہیں مگر خالق کے علم کے مقابل یہ بہت ہی زیادہ تھوڑا ہے اور پھر علم حصولی ہے۔اللہ تعالیٰ کے علم سے اسے وہ نسبت بھی حاصل نہیں جو قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم حضوری، ذاتی، قدیم، ازلی اور غیر محدود ہے جب کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم حصولی، عطائی، حادث اور محدود ہے۔

نعت مقدس

از۔مولانا پھول محمد نعمت رضوی، برہمپوری، سرلاہی نیپال

آپ سے جس کو پیار ہو جائے
اس کے دل کو قرار ہو جائے

انتہا پوچھئے نہ خوشیوں کی
ختم جب انتظار ہو جائے

آپ کر دیں کرم کی ایک نظر
کشتی دریا سے پار ہو جائے

شاتمان رسول! میداں میں
آ کے اب آر پار ہو جائے

دین پر مر مٹو جو چاہو کہ
آخرت شاندار ہو جائے

کرنا ہے کیا نبی کے دشمن کا
اس پہ کھل کر وِچار ہو جائے

تیرے بچوں کے دل میں بھی نعمتؔ
عشق پروردگار ہو جائے

☆

مرکز اہل سنت میں حضرت سبحانی میاں صاحب کے ذریعہ کیے گئے تعمیری و تعلیمی ترقیاتی کارناموں کو خراج تحسین۔

شہزادۂ ریحان ہیں سبحاں رضا ہے نام
جس نے پلایا خوب ہے عشق رضا کا جام
وہ عرس رضوی، مدرسہ کہ خانقاہ ہو
سب میں کیا انہوں نے بڑا شاندار کام

زیارت ہونے والی ہے

حرمین طیبین کے لیے روانہ ہونے والے خوش نصیبوں خاص کر حضرت علامہ مفتی محمد معین الدین خان برکاتی، استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف جو مؤرخہ ۸/جون ۲۰۲۲ء کو زیارت حرمین طیبین کے لیے روانہ ہوئے ان کے لیے مبارکبادی کا نغمہ

از۔مولانا سلمان فریدی، مدینۃ العرفان، مسقط عمان

مبارک ہو کہ حاصل یہ سعادت ہونے والی ہے
رسول اللہ کے در کی زیارت ہونے والی ہے

ذرا سوچو کہ وہ پہلی نظر اور گنبدِ خضریٰ
خیال وفکر سے بڑھکر وہ لذت ہونے والی ہے

شہنشاہِ دوعالم جس جگہ آرام فرما ہیں
اُسی شہرِ مقدس میں اِقامت ہونے والی ہے

بلایا ہے مرے سرکار نے تو یوں نوازیں گے
تمہارے حق میں آقا کی شفاعت ہونے والی ہے

نبی سے پائیں گے ''مَن زارَ قبرِی'' کا حسیں تحفہ
پیامِ خلد، روضے کی نظارَت ہونے والی ہے

خدائے پاک کے مہمان بن کر گھر سے نکلے ہیں
حرم کے خوان پر سب کی ضیافت ہونے والی ہے

اِدھر لب پر صدا ہوگی، میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں
اُدھر اللہ کے در سے اِجابت ہونے والی ہے

نظر میں کعبہ اور ہاتھوں میں پیالہ آبِ زمزم کا
کرم کی دھار سے سیراب قسمت ہونے والی ہے

ٹپکتا نور کا پانی جو ہے میزابِ رحمت سے
نہا کر اس سے تازہ دم، عقیدت ہونے والی ہے

لباسِ زندگی سے دُور ہوگا مَیل عصیاں کا
کرم کے آب سے پاکیزہ فطرت ہونے والی ہے

نکھر جائے گا باغِ زندگی عرفات کے اندر
وہاں پر عفو وبخشش کی بشارت ہونے والی ہے

مِنیٰ کی سرزمیں اور جگمگاتی شب کے نظّارے
ہر اک غم سے وہاں دل کی طہارت ہونے والی

بہارِ خلد ہوگی، حاجیوں کا قافلہ ہوگا
مسلسل اب عنایت پر عنایت ہونے والی ہے

اُٹھیں گے وصل کے پردے، ملیں گے دید کے جلوے
مُیَسّر زندگی کو ایسی طلعت ہونے والی ہے

ہزاروں نیکیاں، لاکھوں جزائیں ایک نیکی پر
مدینے مکے میں ایسی اطاعت ہونے والی ہے

دعا ہم سب کی ہے، مولیٰ اِسے مقبول فرمائے
جو یہ حجّ وزیارت کی عبادت ہونے والی ہے

ہمیں بھی یاد رکھنا التجاؤں میں دعاؤں میں
وہاں ساری مرادوں کی سَماعت ہونے والی ہے

گلابوں کی طرح ہر زخمِ ہستی کِھل کے مہکے گا
دل وجاں کو وہاں پر ایسی راحت ہونے والی ہے

نبی کے عاشقو! اِن خوش نصیبوں کے قدم چومو
کہ ارضِ طیبہ پر اِن کی سکونت ہونے والی ہے

فریدؔی یہ خوشی لفظوں میں ڈھالی جا نہیں سکتی
مَسرت کو بھی اُس در سے مَسرت ہونے والی ہے

پہلی قسط

منظر اسلام کے ایک مایہ ناز فاضل ۔ مفتی نواب مرزا بریلوی

از ۔ مولانا محمد عطاء النبی حسینی، مدیر اعلیٰ سہ ماہی سنی پیغام، نیپال

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد و مرید اور یادگار اعلیٰ حضرت منظر اسلام بریلی شریف سے فارغ التحصیل حضرت علامہ مفتی نواب مرزا بریلوی علیہ الرحمہ کے والد گرامی کا نام مرزا عیوض علی بیگ تھا۔ آپ مغل برادری سے تھے اور آپ کا گھر خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کی مغربی سمت میں واقع محلّہ کھنّوں جو بریلی شریف کے مشہور محلّہ ذخیرہ سے متصل ہے، اس میں تھا۔ آپ کے ایک بھائی کا نام مرزا یوسف علی بیگ تھا۔ مفتی نواب مرزا بیگ صاحب بعد میں محلّہ ذخیرہ میں واقع ''دلیا والی مسجد'' کے سامنے جو گلی جا رہی ہے اس میں محمد سعید حسین ولد مولوی فدا حسین صاحب کا ایک مکان تھا جو آپ نے بطور رہن بعوض ڈھائی سو روپیہ لے رکھا تھا، اس میں رہنے لگے۔ اس مکان میں اس وقت تحریک تحفظ سنیت سے جڑے ایک نوجوان سید وسیم رہتے ہیں۔ یہ مکان مؤرخہ ۲۷/ جولائی ۱۹۱۵ء کو مفتی نواب مرزا صاحب نے بطور رہن بذریعہ رجسٹری حاصل کیا تھا۔ مگر مؤرخہ ۳۱/ مئی ۱۹۱۶ء کو مکان مالک محمد سعید حسین ولد مولوی فدا حسین صاحب سے یہ مکان مفتی نواب مرزا صاحب کے بھائی جناب مرزا یوسف علی بیگ صاحب نے مبلغ ۷۵۰/ روپئے میں خرید لیا۔ بیع نامہ کے وقت مکان مالک کو انھوں نے پانچ سو روپئے اور اپنے بھائی مفتی نواب مرزا صاحب کو ۲۵۰/ روپئے دے کر یہ مکان اپنے قبضے میں کر لیا۔ یہ تمام تفصیلات راقم کو اس مکان کی ایک رجسٹری سے حاصل ہوئیں جس کی رجسٹری تحصیل بریلی شریف میں مؤرخہ ۱۷/ جون ۱۹۱۶ء کو ہوئی اور جسے بہی نمبر (۱) جلد نمبر ۳۴۳/ پر درج کیا گیا۔ اس رجسٹری کی کاپی راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے۔ پھر یہ مکان مرزا یوسف علی بیگ صاحب نے مؤرخہ ۶/ مارچ ۱۹۱۷ء کو میر امداد حسین ولد میر عنایت حسین ساکن محلّہ ذخیرہ بریلی کے ہاتھ بذریعہ رجسٹری فروخت کر دیا۔ اس کی بھی کاپی راقم کے پاس موجود ہے۔ (محمد سلیم بریلوی)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کون نہیں جانتا، آج عالم اسلام اس عظیم محسن کے احسان کا معترف ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات ایسی ذات تھی کہ آپ سے کسی بھی اعتبار سے نسبت اور تعلق پیدا کرنا لوگ اپنے لیے سعادت کی معراج سمجھتے تھے۔ چنانچہ خاندانی تعلق و رشتہ کے علاوہ آپ سے تعلق و نسبت رکھنے والے تین طرح کے حضرات ہیں:

(۱) بیعت و ارادت کے ذریعہ آپ سے تعلق رکھنے والے۔

(۲) حصول تعلیم و تربیت کے ذریعہ آپ سے تعلق رکھنے والے۔

(۳) اجازت و خلافت کے ذریعہ آپ سے تعلق رکھنے والے۔

یوں تو خلفاے امام اہل سنت پر کئی کتابیں آئیں اور مطالعہ سے بھی گزریں لیکن شاگردوں پر کوئی کتاب اب تک راقم کی کوتاہ نظر سے نہیں گزری۔ ممکن ہے کہ اس موضوع پر کتاب آئی ہو لیکن راقم کے ناقص مطالعہ میں نہ آپائی ہو۔

امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے

ایک قابل قدر شاگرد امین الفتوی اول، اعلیٰ حضرت کے دار الافتاء بریلی شریف کے مفتی، مفتی نواب مرزا سنی حنفی قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ آپ اپنے وقت کے نامور مفتی تو ضرور رہے لیکن آپ پر نہیں لکھا جا سکا جس کے سبب آپ اپنے عصر کے نام ور مفتی ہونے کے باوجود گمنامی کی وادی میں چلے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ راقم کو اپنی کتاب ''فتاوی علماے ربانی در حیاتِ قادیانی'' کے لیے حضرت نواب مرزا صاحب کے صرف آدھے صفحے کے حالات کی ضرورت تھی، اس کے لیے کافی معلومات حاصل کیں، رابطے کیے لیکن کامیابی صفر ہی رہی۔ پھر بھی کسی نہ کسی طرح آدھے صفحے کے حالات دستیاب ہوئے اور اس کے بعد یہ ذہن بنا کہ جب حالات اس قدر کم دستیاب ہیں تو کیوں نہ حضرت پر مستقل مطالعہ کیا جائے اور جو مواد دستیاب ہو اس مواد کی روشنی میں ایک مضمون ہی لکھ دیا جائے۔ اسی جذبے کے تحت مطالعہ کیا اور جو مواد دستیاب ہو سکا اس مواد کی روشنی میں یہ مقالہ تیار کیا گیا ہے۔ جو قارئین کی نذر کیا جا رہا ہے۔

ولادت، نام اور تعلیم و فراغت: آپ کی ولادت بریلی شریف میں ہوئی۔ آپ کا اسمِ گرامی ''نواب مرزا'' ہے اور قلمی دنیا میں آپ اپنے نام کے ساتھ ''عبید النبی، عبد النبی اور عبد الغنی'' کا لاحقہ اور سابقہ لگاتے تھے جیسا کہ ذیل میں آنے والے فتاویٰ اس پر دال ہیں۔ حصول علم کے لیے ''منظر اسلام'' بارگاہ اعلیٰ حضرت میں حاضر ہوئے۔ اور 10، 11، 12 شعبان المعظم 1326ھ مطابق 7، 8، 9 ستمبر 1908ء دوشنبہ، سہ شنبہ، چہار شنبہ کو ہونے والے منظر اسلام کے دوسرے سالانہ جلسے میں امام اہل سنت نے اپنے دست حق پرست سے دستار بندی کی۔ اسی جلسہ میں آپ کے علاوہ آپ کے 7 رفقاے درس کی بھی دستار بندی حضرت مولانا غلام جیلانی سجادہ نشین بانسہ شریف کے ہاتھوں ہوئی۔ ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے خصوصی شمارہ ''منظر اسلام کا صد سالہ نمبر'' میں یہ وضاحت ہے کہ

''گزشتہ سال چار طلبہ فارغ التحصیل ہوئے جن کی دستار بندی کا جلسہ تشریف آوری اکثر مشائخ عظام وعلمائے کرام وعمائد و رؤساء ذوی الاحترام حسن انتظام نہایت دھوم دھام سے سرانجام ہوا۔ اس سال بھی بمنہ وبکرمہ 8/ طلبہ فارغ التحصیل ہوئے جن کے نام نامی درج ذیل کروں تو زائد مناسب ہوگا۔

(۱) جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دار الافتاء بریلی

(۲) جناب مولانا ظہیر الدین صاحب اعظم گڑھی

(۳) جناب مولانا حفیظ احمد صاحب اعظم گڑھی

(۴) جناب مولانا نعمت اللہ صاحب نوا کھالوی

(۵) جناب مولانا صدیق احمد صاحب نوا کھالوی

(۶) جناب مولانا عظیم اللہ صاحب مچھلی شہری

(۷) جناب مولانا احمد عالم صاحب رجہتی

(۸) جناب مولانا ابراہیم صاحب بہاری

ان صاحبان کی دستار بندی جناب مولانا مولوی شاہ غلام جیلانی صاحب سجادہ نشین بانسہ شریف اور جناب مولانا مفتی نواب مرزا صاحب سابق مفتی دار الافتاء کی دستار بندی اعلیٰ حضرت موصوف نے اپنے دست حق پرست سے کی۔ تاریخ ہاے ۱۰، ۱۱، ۱۲/ شعبان المعظم ۱۳۲۶ھ مطابق ۹، ۸، ۷/ستمبر ۱۹۰۸ء یومہاے دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہار شنبہ کو جلسہ بمقام بریلی مسجد بی بی صاحبہ میں منعقد

ہوئے۔''(منظر اسلام نمبر،ج:1،ص:231)

اعلیٰ حضرت کے دار الافتاء بریلی شریف میں: بعد فراغت آپ اعلیٰ حضرت کے دار الافتاء بریلی شریف سے منسلک ہوئے اور دارالافتاء میں آپ فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دینے لگے۔ ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری علیہ الرحمہ ''حیات اعلیٰ حضرت'' میں ''مختلف موضوعات پر خط لکھنے کی تربیت'' کے تحت لکھتے ہیں:

''تعویذات کے متعلق خط میرے یا حضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب کے حوالے کیا جاتا۔ استفتاء ہوتا توحسبِ مراتب مولوی نواب مرزا صاحب بریلوی، مولوی سید شاہ غلام محمد صاحب بہاری، راقم الحروف جامعِ حالات فقیر ظفر الدین قادری رضوی، مولوی حکیم سید عزیز غوث صاحب، حضرت صدر الشریعہ مولانا امجد علی صاحب کے حوالے فرماتے۔ استفتاء بہت پیچیدہ اور اہم ہوتا تو خود اعلیٰ حضرت ہی جواب تحریر فرماتے، فرائض کا مسئلہ زیادہ تر حضرت مولانا مولوی محمد رضا خاں صاحب عرف ننھے میاں برادرِ اصغر اعلیٰ حضرت کے حوالہ ہوتا''۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت، ج:1،ص:140،امام احمد رضا اکیڈمی)

مولانا شہاب الدین رضوی لکھے ہیں:

''جماعتِ رضائے مصطفیٰ نے اس شعبۂ افتاء میں ماہر مفتیانِ کرام کی تقرری کی تھی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے شاگردوں میں مفتی نواب مرزا بریلوی، مولانا مفتی سلطان احمد خان بریلوی، مفتی محمد رضا خاں بریلوی، مفتی عبدالرشید بہاری، مولانا ابرار حسین صدیقی تلہری، مولانا حشمت علی خان لکھنوی، مفتی محمد علی حامدی فتویٰ نویسی کے فرائض انجام دیتے تھے''۔

(تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ،ص:45)

بیعت وارادت: بیعت وارادت کا شرف حضور اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر حاصل کیا۔فتویٰ نویسی اور اپنے پیرومرشد کے بارے میں آپ خود لکھتے ہیں:

''آستانہ عالیہ رضویہ کے فتوؤں کا جواب میرے ہی متعلق ہے۔میں نے پیرومرشد حضور سیدنا اعلیٰ حضرت قبلہ قدس سرہ العزیز کے زمانہ حیات میں ایک مدت تک اس خدمت کو انجام دیا ہے''۔

(آسان نظام شریعت،حصہ:1،ص:4)

''چشمۂ دارالافتاء بریلی'' میں فتاویٰ نوابیہ کی اشاعت:

آپ کے فتاویٰ ''چشمۂ دار الافتاء بریلی'' کے نام سے ہفت روزہ دبدبۂ سکندری اور ماہ نامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ میں امام اہل سنت اور حضور حجۃ الاسلام کی تصدیقات کے ساتھ شائع ہوتے تھے۔ مولانا شہاب الدین رضوی لکھتے ہیں:

''جماعتِ رضائے مصطفیٰ بریلی کے شعبۂ رضوی دارالافتاء کے فتاویٰ ''چشمۂ دارالافتاء بریلی'' کے نام سے مستقل،ایک زمانے تک ہفت روزہ دبدبۂ سکندری رام پور میں چھپتے رہے۔ ماہ نامہ تحفۂ حنفیہ پٹنہ میں بھی فتاویٰ شائع ہوتے تھے۔ان فتاویٰ پر اکثر اعلیٰ حضرت یا حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کی تصدیق ہوا کرتی تھی''۔

(تاریخ جماعت رضائے مصطفیٰ،ص:45)

فتاویٰ نوابیہ کے چند نمونے: چشمۂ دارالافتاء بریلی کے تحت

آپ کے جو فتاویٰ شائع ہوئے وہ سینکڑوں میں ہیں لیکن تمام دستیاب نہیں ہوسکے۔ جو دستیاب ہوسکے ان میں سے چند فتاویٰ بطور نمونہ پیش کیے جاتے ہیں تاکہ آپ کے فتاویٰ اور طرز فتاویٰ سے شناسائی حاصل ہوسکے۔

نمونہ (۱): مسئلہ نمبر 267: مرسلہ حافظ غلام قادر خان صاحب ساکن قصبہ امریا ضلع پیلی بھیت۔

نابالغ عورت کے کفن کے لیے کتنے کپڑے دینا چاہیے؟

الجواب: وہ نابالغ عورت کہ قریب بلوغ آگئی اس کا حکم وہی ہے جو بالغہ کا یعنی پانچ کپڑوں میں کفن دی جائے گی:

(1) تہ بند کہ سر سے پاؤں تک ہو۔

(2) کفنی کہ پیچھے دونوں طرف گردن کی جڑ سے گھٹنے کے نیچے تک ہو۔

(3) لفافہ یعنی وہ چادر کہ اس کے قد سے سر اور پاؤں دونوں طرف اتنی زیادہ ہو جس سے لپیٹ کر باندھ سکیں۔

(4) اوڑھنی جس کا طول ڈیڑھ گز یعنی تین ہاتھ ہو کہ اس کے سر کے نیچے بچھا کر سر اور منہ پر نقاب کی طرح ڈالیں۔

(5) سینہ بند کہ پستان سے ناف بلکہ افضل یہ ہے رانوں تک ہو۔ اور جو قریب بلوغ ابھی نہ ہوئی اس کے لیے بھی بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑوں میں کفنائی جائے۔ ہاں صرف دو کپڑے بھی کافی ہیں۔ تہ بند اور چادر۔

ردالمختار میں ہے:

(قَوْلُهُ: وَالْمُرَاهِقُ كَالْبَالِغِ) الذَّكَرُ كَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى كَالْأُنْثَى قَالَ فِي الْبَدَائِعِ لِأَنَّ الْمُرَاهِقَ فِي حَيَاتِهِ يَخْرُجُ فِيمَا يَخْرُجُ فِيهِ الْبَالِغُ عَادَةً فَكَذَا يُكَفَّنُ فِيمَا يُكَفَّنُ فِيهِ (قَوْلُهُ وَمَنْ لَمْ يُرَاهِقْ إلَخْ) هَذَا لَوْ ذَكَرًا قَالَ الزَّيْلَعِيُّ وَأَدْنَى مَا يُكَفَّنُ بِهِ الصَّبِيُّ الصَّغِيرُ ثَوْبٌ وَاحِدٌ وَالصَّبِيَّةُ ثَوْبَانِ الخ والله تعالى اعلم۔

کتبہ

عبید النبی نواب مرزا عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ ﷺ

(فتاویٰ منظر اسلام نمبر، ص: 26-27)

نمونہ (۲): مسئلہ نمبر 210: از علی گڑھ۔ مرسلہ عائشہ خاتون

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک بی بی سعیدہ مالدار ہے جس کی عمر قریب ساٹھ سال کی ہے اور وہ عورت بیوہ ہے اور کوئی اس کا نہیں ہے اپنے ملازمین اور دیگر مسلمانوں کے ہمراہ حج فرض ادا کرسکتی ہے یا نہیں۔ اگر ایسی حالت میں حج کرے تو کیا گناہ شرعی ہوگا اور حج فرض ادا ہوگا یا نہیں۔ اگر کسی سے نکاح کرلے اور وہ بعد واپسی بیت اللہ شریف سے خلع کرلے تو جائز ہوگا یا نہیں اگر ان صور مذکورہ میں سے کوئی صورت ادائے حج فرض نہ ہوسکے تو کوئی اور صورت عندالشرع پیدا کر کے تحریر فرمایئے بحوالہ کتب۔

الجواب: ملازمین و دیگر مسلمانوں کے ساتھ جانے سے گناہ ہوگا ہاں فرض ادا ہوجائے گا۔ مگر مع الکراہت۔ اس کی صورت یہی ہے کہ کسی سے نکاح کر کے اس کے ساتھ حج کرے اور اگر نکاح بعد کو باقی نہ رکھنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ اس سے بایں الفاظ کہے کہ ''میں نے اپنے نفس کو تیرے نکاح میں دیا اس شرط پر کہ جب میں سفر حج سے مثلاً اس شہر یا بمبئی میں واپس آؤں تو اسی وقت سے مجھے اختیار ہوگا کہ جب چاہوں اپنے نفس کو طلاق بائن دے کر تیرے

نکاح سے باہر آجاؤں''۔شوہر کہے میں نے قبول کیا۔اس تقدیر پر بعد واپسی عورت کو اختیار رہوگا کہ جب چاہے اپنے آپ کو طلاق بائن دیگر نکاح سے جدا ہو جائے۔مگر یہ ضرور ہے کہ ابتداء اس کی شرط عورت کی طرف سے ہو۔اگر مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے اس شرط پر نکاح کیا اور عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا اور شرط باطل رہے گی۔والمسئلۃفی الدروالفرق فی الخانیۃ

بہرحال عورت کو غیر محرم کے ساتھ جانا جائز نہیں۔رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

لایحل لامرأۃ تومن باللہ والیوم الآخر ان تسافر میسرۃ یوم ولیلۃ الامع ذی رحم محرم یقوم علیھا۔

ترجمہ: یعنی حلال نہیں اس عورت کو کہ ایمان رکھتی ہو اللہ اور قیامت پر کہ ایک منزل کا بھی سفر کرے مگر محرم کے ساتھ جو اس کی حفاظت کرے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبیدالنبی نواب مرزا عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ ﷺ

(فتاویٰ منظر اسلام نمبر، ص:37-38)

نمونہ (۳): مسئلہ نمبر 214: از حسین پور ضلع پیترا ڈاک خانہ کاش نگر بازار، مرسلہ نواب علی صاحب۔

ماقولکم رحمکم اللہ تعالیٰ۔ اندریں کہ ملک بنگال میں یہ رسم ہے کہ اگر کوئی شخص مرض میں مبتلا ہو تب منت و نذر کرتے ہیں۔اگر میری بیماری کو اللہ تعالیٰ صحت عطا فرمائے تو میں ایک دو سیر شیرینی مثلاً بتاشے یا جلیبی وغیرہ یا یہ منت کرتے ہیں کہ شیر برنج یعنی چاول اور دودھ اور چینی یا گڑ سے پکاتے ہیں جس کو اردو میں فیرینی کہتے ہیں اور کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے واسطے جمعہ کے مصلیوں کو بروز جمعہ کھلاؤں گا آیا یہ دونوں قسم منت میں شمار کیا جائے یا اگر منت میں شمار کیا جائے تو فقرا اور مساکین کھا سکتے ہیں یا رئیس اور مالدار بھی۔ بحوالہ کتب بیان فرمائیں۔

الجواب: اگر نذر ماننے والے نے یہ ارادہ کیا کہ جو غرباء یا فقراء جمعہ کی نماز میں آئیں گے ان پر تصدق کروں گا جب تو یہ شرعی نذر رہو گی اور اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اور فقرا اور مساکین ہی اسے کھا سکیں گے۔ہاں یہ اختیار رہوگا کہ انہیں فقرا کو دے جو جامع مسجد میں جمعہ کے لیے جائیں یا اوروں کو۔نیز یہ بھی اختیار رہوگا کہ جمعہ کے دن تصدق کرے یا اور کسی دوسرے دن۔ہاں جس شرط پر منت مانی ہے اس کے بعد ہونا ضرور ہے ردالمختار میں ہے:

وَيَظْهَرُ مِنْ هَذَا أَنَّ الْمُعَلَّقَ يَتَعَيَّنُ فِيهِ الزَّمَانُ بِالنَّظَرِ إلَى التَّعْجِيلِ، أَمَّا تَأْخِيرُهُ فَيَصِحُّ لِانْعِقَادِ السَّبَبِ قَبْلَهُ، وَكَذَا يَظْهَرُ مِنْهُ أَنَّهُ لَا يَتَعَيَّنُ فِيهِ الْمَكَانُ وَالدِّرْهَمُ وَالْفَقِيرُ۔

اور اگر فقیر پر تصدق کی نیت نہ تھی تو یہ نذر شرعی نہ ہوئی اس کا پورا کرنا فرض و واجب نہیں مگر ایک نیک وعدہ ہے پورا کرنا مناسب ہے۔ درمختار میں ہے:

(وَلَمْ يَلْزَمْ) النَّاذِرَ (مَا لَيْسَ مِنْ جِنْسِهِ فَرْضٌ كَعِيَادَةِ مَرِيضٍ وَتَشْيِيعِ جِنَازَةٍ وَدُخُولِ مَسْجِدٍ)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ

عبیدالنبی نواب مرزا عفی عنہ بجاہ المصطفیٰ ﷺ

(مصدر سابق، ص:41)

(جاری)

مراسلات

(ادارہ)

کرشنا نگر نیپال میں امام اعظم کانفرنس

مؤرخہ ۲۱ر مئی ۲۰۲۲ء کو الجامعۃ البرکاتیہ للبنات کرشنا نگر نیپال کا ''جشن ردائے فضیلت'' منعقد ہوا۔اس موقع پر''امام اعظم کانفرنس'' کے نام سے ایک عظیم الشان اجلاس بھی ہوا جس میں ملک وبیرون ملک کے درجنوں علما،خطبا،شعراء اور مشائخ عظام نے شرکت فرمائی۔اس کانفرنس کی سرپرستی نبیرۂ اعلیٰ حضرت،شہزادۂ مفسر اعظم ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد منان رضا خاں منانی میاں،مرکز اہل سنت بریلی شریف نے فرمائی۔الجامعۃ البرکاتیہ للبنات سے درجۂ فضیلت مکمل کرنے والی ۱۰ر بچیوں کو''ردائے فضیلت'' سے سرفراز کیا گیا۔کرشنا نگر میں وہابیت اور سلفیت نے بچیوں کے ذریعہ اپنا اثر و رسوخ قائم کر رکھا تھا کیونکہ وہابیوں نے یہاں بچیوں کے لیے کئی ادارے قائم کر رکھے تھے۔بچیوں کی تعلیم وتربیت کے شوق میں سیدھے سادھے سنی مسلمان بھی اپنی بچیوں کو وہابیوں کے ادارے میں داخل کر دیتے تھے جس کی وجہ سے یہاں کے سنی گھرانوں میں وہابیت بہت تیزی کے ساتھ ان خواتین کے ذریعہ سرایت کر رہی تھی۔مگر قابل مبارکباد ہیں حضرت مولانا مشتاق احمد برکاتی صاحب کہ جنھوں نے اپنے چند مخلص سرپرستوں اور معاونین خصوصاً الحاج امیر اللہ صاحب،الحاج محبوب علی واسطی برکاتی صاحب،الحاج عبد القادر رضوی صاحب، جناب نیاز احمد واسطی صاحب، جناب جمال احمد واسطی صاحب، جناب نثار احمد نظامی صاحب،جناب غلام حضرت علی صاحب، جناب نوشاد احمد خاں صاحب،جناب انور محمد مسلمان صاحب، جناب حبیب اللہ صاحب، جناب اکبر علی خان صاحب، جناب شفاعت احمد رضوی صاحب اور جناب نور محمد صاحب وغیرہم کہ جن کے ساتھ مل کر ایک عظیم الشان ادارہ خلیفۂ اویس ملت وخلیفۂ حضور سبحانی میاں پیر طریقت حضرت علامہ سید احتشام الدین صاحب قبلہ برکاتی،خانقاہ عالیہ قادریہ کوٹوا درگاہ بلرام پور کی سرپرستی میں قائم فرما کر یہاں کے قرب وجوار کی سنی بچیوں کے مذہب ومسلک کو تحفظ فراہم کیا۔اس کانفرنس کا انعقاد نہایت تزک واحتشام کے ساتھ کیا گیا تھا۔بہت اعلیٰ انتظامات تھے۔کھانے، ناشتے،پنڈال اور لائٹ کا بہت ہی عمدہ انتظام تھا۔بریلی شریف سے مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب،استاذ جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف اور مولانا شہاب الدین رضوی صاحب نے شرکت فرمائی۔ مفتی صاحب کا خصوصی خطاب بھی ہوا۔دہلی سے تشریف لائے انجینئر مولانا فضل اللہ چشتی نے بھی عمدہ خطاب فرمایا۔راشٹریہ سہارا اردو اخبار گورکھپور کے متحرک وفعال صحافی حضرت مولانا قاری نور الہدیٰ صاحب نے تلاوت کلام مجید سے اس کانفرنس کا آغاز فرمایا۔ راشٹریہ علماء کونسل نیپال کے قومی صدر حضرت علامہ سید غلام حسین مظہری صاحب نے نہایت ہی ناصحانہ انداز میں ایک بلیغ خطاب فرمایا۔اس موقع پر حضرت علامہ مولانا کلام احمد ازہر القادری صاحب قبلہ استاذ جامعہ امداد العلوم مٹھنا صاحب کی دیدہ زیب اور ضخیم کتاب ''معارف سلطان المناظرین'' کا بھی رسم اجرا عمل میں آیا۔مجاہد دوراں نبیرۂ اعلیٰ حضرت،حضرت منانی میاں صاحب قبلہ کی دعا پر یہ کانفرنس اختتام پذیر ہوئی۔

(رپورٹ:مولوی حسنین رضا ابن علامہ مشتاق احمد)

ہماری ڈاک

(ادارہ)

مخدوم گرامی حضور صاحب سجادہ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خاں سبحانی میاں مدظلہ العالی۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہوں گے۔الحمدللہ! یہاں سرزمین نیپال پر رہ کر تسلسل کے ساتھ آپ کی کامیاب ادارت وقیادت میں نکلنے والے ''ماہنامہ اعلیٰ حضرت'' کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوتا رہتا ہے۔ماشاءاللہ اس ماہنامہ کو دنیائے سنیت میں نہایت اعتبار واستناد کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ ہر ماہ رنگین پیج پر آپ کا ایک مختصر مگر نہایت ہی جامع پیغام پورے ماہنامہ کی جان اور پورے شمارے کا خلاصہ ہوتا ہے۔قوم وملت کے لیے اس طرح کے مختصر اور جامع پیغامات نہایت اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ان پیغامات سے مذہب ومسلک کی راہ پر چلنے والوں کو رہنمائی بھی حاصل ہوتی ہے اور شعور وآگہی بھی ۔ ہر ماہ اِدھر چند سالوں سے مضامین کا انتخاب نہایت معیاری نظر آرہا ہے۔مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کا اداریہ حالات حاضرہ کے حوالہ سے نہایت ہی دوراندیشی اور باریک بینی پر مشتمل ہوتا ہے۔اداریہ کے علاوہ قلمکار حضرات کے مضامین بھی ماہنامہ اعلیٰ حضرت کے قارئین کی مذہبی ،مسلکی اور علمی و روحانی تربیت کرنے میں نہایت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔شعراء حضرات کے منظوم کلام سے ارباب زبان وادب کافی کچھ حاصل کرتے ہیں۔

بلا شبہ آپ کی ذات قابل مبارکباد ہے کہ ایسے نازک اور پُر آشوب حالات میں بھی آپ نے ماہنامہ اعلیٰ حضرت کو اپنے بزرگوں اور اجداد کرام کے کھینچے گئے روشن خطوط پر قائم رکھا۔ بہت سے حضرات تو زمانہ کی رفتار میں گم ہو کر اپنا طریقہ ہی بدل چکے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہ عصری تقاضوں کا بھی بھرپور خیال رکھتے ہیں اور مذہب ومسلک کی شناخت کو بھی غالب رکھتے ہیں۔گویا کہ یہ ماہنامہ قدیم وجدید کا حسین سنگم ہے۔

ماہنامہ اعلیٰ حضرت ہی کیا آپ نے تو منظر اسلام، خانقاہ رضویہ اور آستانۂ اعلیٰ حضرت میں بھی خوب عمدہ اور اعلیٰ علمی وتعمیری انتظامات کر رکھے ہیں۔آستانۂ اعلیٰ حضرت میں اس وقت تزئین کاری کا شب وروز جو کام چل رہا ہے اسے دیکھ کر طبیعت باغ باغ ہو گئی۔ یہ کام جب پایۂ تکمیل تک پہنچے گا تو ارباب عقیدت کی آنکھوں کو اس سے ضرور ٹھنڈک پہنچے گی اور بے ساختہ ان کی زبانوں پر آپ کے لیے دعائیہ کلمات ضرور جاری ہوں گے۔تزئین کاری کے اس کام میں مفتی محمد سلیم بریلوی صاحب کی شب وروز کی جانے والی نگرانی اور محنت واقعی قابل دید ہے۔اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔مرکز اہل سنت کی تب وتاب میں ہر روز اضافہ فرمائے۔ حاسدین کے حسد سے محفوظ فرمائے۔حضرت علامہ مفتی محمد احسن رضا قادری اور جامعہ رضویہ منظر اسلام کے تمام اساتذہ کے علم وعمل میں اللہ تعالیٰ خوب اضافہ فرمائے۔ہم نیپال کے سنیوں کے لیے بھی آپ دعا فرماتے رہیں ۔ یہاں وہابیت وقادیانیت کا زور روز بروز بڑھ رہا ہے۔اس کی روک تھام کے لیے جو علمائے اہل سنت کام کر رہے ہیں ان کے لیے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔فقط والسلام

(پھول محمد نعمت رضوی، سرلاہی نیپال)

آئینۂ منظر اسلام

وہ منظر اسلام جسے سرکارِ اعلیٰ حضرت نے ایک آل رسول کی فرمائش پر ۱۳۲۲ھ / ۱۹۰۴ء میں شہرستانِ عشق ومحبت بریلی شریف کی سرزمین پر قائم فرمایا۔

وہ منظر اسلام جس کی بے مثال تعمیر وترقی اور عظمت و رفعت حضور حجۃ الاسلام کی ارفع و اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا ایک خوبصورت استعارہ ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے گلشن علم وحکمت کی لازوال تروتازگی وشادابی میں سرکار مفتیٔ اعظم ہند کا علمی وروحانی تصرف ہمہ وقت کارفرما ہے۔

وہ منظر اسلام جس کی رعنائیاں اورتابانیاں سرکارمفسر اعظم ہند کے بے مثال ایثاروقربانی اورخلوص کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

وہ منظر اسلام جس کی عالمی شہرت اورمرکزی حیثیت حضرت ریحان ملت کی قائدانہ صلاحیتوں کاایک روشن ومنورنمونہ ہے۔

وہ منظر اسلام کہ شاہ راہ ترقی پر جس کی تیز گامی میرے والدمحترم حضورصاحب سجادہ کی پرعزم، مستحکم اورمخلصانہ قیادت ونظامت کی درخشاں ودیدہ زیب تصویرہے۔

وہ منظر اسلام جوماضی قریب کے اکثر اکابراہل سنت کاقبلۂ علوم وحکمت ہے۔

وہ منظر اسلام جس نے قوم وملت کو ''تحریک تحفظ ناموس رسالت'' اور'' تحریک تحفظ عظمت اولیا '' کے بے شمار جانباز سپاہی عطافرمائے۔

وہ منظر اسلام جو دینی وعصری علوم وفنون کے ساتھ اسلامی افکارونظریات کی ترسیل وتبلیغ، عقائد اہل سنت کی ترویج و اشاعت اورمسلک اعلیٰ حضرت کے عروج وارتقا کے لئے شب وروز سرگرم عمل ہے۔

وہ منظر اسلام جس کے فارغین کی ایک عظیم جماعت عالم سنیت کے خطہ خطہ میں مذہب ومسلک کی بے لوث خدمت کرنے میں مصروف کارہے۔

وہ منظر اسلام جو اپنے تابناک ماضی کی ضیابارکرنوں کی روشنی میں اپنے روشن ومنور مستقبل کے خطوط متعین کرکے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

ہاں! یہی منظر اسلام آج آپ کے جذبۂ ایثاروتعاون کو آواز دے رہا ہے۔آئیے! اوراس کے عروج وارتقا کے لئے دل کھول کر حصہ لیجیۓ تاکہ اعلیٰ حضرت کے اس عظیم ادارے کا یہ علمی وروحانی قافلہ یوں ہی اپنے سفر کی منزلیں طے کرتا رہے۔

فقیر قادری محمد احسن رضا

سجادہ نشین درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف

United PRINTERS BAREILLY (M) 9319623803, 9548639384

Monthly "**Aala Hazrat**" Urdu Magazine
84, Saudagran Street, Bareilly 243003-(U.P.)
Ph.: 2555624, 2575683-(Office)
Fax : 2574627 (0091-581)

R.N.P. NO. 6802/60 N.I.C.
POSTEL REGD. NO. U.P BR-175/2021-23
PUBLISHING DATE : 14th
POSTING DATE : 18th] EVRY ADVANCE MONTH
PAGES : 64 PAGE WITH COVER WEIGT :80 GRM

₹ 35/-

Editor : Mohammad Subhan Raza Khan (Subhani Mian)

JULY 2022

دعوت خیر

طالبان علوم نبویہ کے قیام وطعام، منظر اسلام کے تمام شعبوں کے عروج وارتقا، دارالافتا کے عمدہ واحسن انتظام، لائبریریوں کی آرائش وزیبائش، ماہنامہ اعلیٰ حضرت کی مسلسل اشاعت، رضا مسجد کی زیب وزینت، خانقاہ رضویہ کی تب وتاب اورعرس رضوی کے وسیع انتظامات میں دل کھول کر حصہ لیں ۔

Printed Published & Owned by Mohammad Subhan Raza Khan "Subhani Mian" Printed at Raza Barqi Press, Moh. Saudagran Bareilly & Published at Office of Monthly Aala Hazrat 84, Saudagran Street Bareilly (U.P.)